حضرت ابوذر غفاریؓ کا معاشی فکر اور عصر حاضر کا پاکستانی معاشرہ

تحریر: منور حسین چیمہ' اسسٹنٹ پروفیسر' گورنمنٹ ڈگری کالج' منڈی بہاؤالدین

نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا مقام اس لحاظ سے ممتاز اور نمایاں ہے کہ آپ زندگی بھر دولت اور مال وزر کے متعلق اپنے فکر کو نہ صرف عوام الناس کے سامنے پیش کرتے رہے بلکہ سنت نبوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی خانگی و عملی زندگی میں امیرانہ طرز زندگی کے مقابلے میں فقر و درویشی کو ترجیح دی۔

دولت اور اس کی تقسیم اور استعمال کے متعلق حضرت ابوذر غفاریؓ کا جو نظریہ تھا اس کی تفہیم کے لیے اب تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک قلیل گروہ جو اشتراکی فکر سے متاثر ہے۔ آپ کو اپنا امام تصور کرتا ہے۔ دوسری جانب امت کے جمہور نے یہ رائے قائم کی کہ یہ محض آپ کی انفرادی و ذاتی سوچ ہے جو اسلام کے تصور ملکیت سے ہم آہنگ نہیں اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کا معاشی فکر خالص قرآنی فکر اور نبوی منہاج سے اخذ کردہ ہے اور عصر حاضر کے پاکستانی معاشرہ میں جو بے جا معاشی تفاوت پیدا ہو چکا ہے اس کے خاتمہ کیلئے اس کی افادیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ راقم نے زیر نظر تحقیقی مقالہ میں قرآن و سنت اور مستند ترین عربی مصادر کی روشنی میں آپ کے اصل معاشی نظریہ کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کے مختصر حالات زندگی

آپ کا نام جندب بن جنادہ ہے۔ ابوذر کنیت ہے۔ والدہ کا نام رملہ بنت الرفیقہ ہے (۱)۔ اسلام قبول کرنے میں آپ کا پانچواں نمبر ہے شمس الدین محمد بن احمد الذھبیؒ نے اپنی کتاب: تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام ؛ میں آپ کے بارے میں لکھا ہے۔

؛ابوذر --احد السابقین الاولین 'یقال کان خامساً فی الاسلام 'ثم انصرف الی بلاد قومه واقام بها بامر النبی ﷺ ثم لما هاجر النبی ﷺ هاجرابوذر الی المدینة ؛ (۲)

؛ابو ذر کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا پانچواں نمبر ہے پھر آپ نبی صلی ﷺ کے حکم سے واپس اپنی قوم میں چلے گئے اور ان کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ پھر جب نبی صلی ﷺ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے دور میں آپ مدینہ ہی میں رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں شام میں سکونت اختیار کرلی۔ بعد ازاں حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے ربذہ (مدینہ کے قریب ایک صحرا) میں خلوت نشین ہو گئے اور اسی مقام پر ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ (۳) نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پڑھائی۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

؛تو فی ابوذر بالربذة سنة اثینن وثلا ثین قال المدائنی و صلی علیه ابن مسعود؛(٤)

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند میں۔ آپ کی وفات کا واقعہ بیان کیا ہے جس سے آپ کی معاشی زندگی کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔

عن مجاهد عن ابراہیم یعنی ابن الاشتران ابا ذر حضره الموت و هوبالر بذة فبکت امراته فقال ما یبکیک قالت ابکی لا یدلی بنفسک ولیس عندی ثوب یسعک کفنا فقال لا تبکی فانی سمعت رسول الله ﷺ ذات یوم وانا عنده فی نفر یقول لیموتن رجل منکم بفلاة من الارض یشهده عصابته من المئومنین قال فکل من کان معی فی ذلک المجلس مات فی جماعته وقریةفلم یبق منهم غیری وقد اصبحت بالفلاةاموت فراقبی الطریق فانک سوف ترین ما اقول لک فانی والله ماکذبت ولا کذبنی قالت ـ وانی ذلک و قد انقطع الحاج ؟ قال-راقبی الطریق فبینا هی کذلک اذاهی بالقوم تخد بهم رواحلهم کانهم الرخم فاقبل القوم حتی و قفوا علیها فقالواامالک ؟ قالت امرؤمن المسلمین تکفنونه وتئو جرون فیه قالوا ـومن هوقالت- ابوذر ففدوهٗ بابائهم وآمهاتهم ووضعواسیاطهم فی نحورهایبتدرونه فقال ابشروا أانتم النفرالذین قال رسول الله ﷺفیکم ماقال ابشرواسمعت رسول الله ﷺ یقول ما من امرء ین مسلمین هلک بینهما ولد ان او ثلاثته فاحتسبا و صبرا

فیر یان النار ابدا ثم قد اصبحت الیوم حیث ترون ولو ان ثوباسن ثیابی یسعنی لم آکفن الا فیه فانشدکم اللہ ان لا یکفننی رجل منکم کان امیرا اوعریفا اوبرید افکل القوم کان قد نال سن ذلک شیئا الافتی من الانصار کان سع القوم قال اناصاحبک ثوبان فی عیبی من غزل امی واجد ثوبی ھذین اللذین علی قال انت صاحبی فکفنی ؛(۵)

؛ مجاہد نے ابراہیمؒ یعنی ابن الاشتر سے روایت کیا ہے کہ جب ربذہ میں حضرت ابوذرؓ کا آخری وقت آیا تو بیوی رونے لگیں۔آپ نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ کہنے لگیں کہ نہ آپ کے پاس اتنا مال ہے اور نہ میرے پاس اتنا کپڑا جو آپ کے کفن کے لئے کافی ہو سکے۔آپ نے فرمایا اس لئے نہ رو ۔میں ایک دن (صحابہ کی) جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ایک آدمی کا انتقال صحرا میں ہوگا۔اور اس وقت اہل ایمان کی ایک جماعت وہاں عین وقت پر پہنچے گی (جو تجہیز و تکفین کرے گی) اس وقت مجلس نبوی میں جتنے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب یا تو کسی جماعت کی موجودگی میں وفات پا چکے ہیں یا کسی آبادی میں۔اور اب میرے سوا کوئی بھی ان میں سے باقی نہیں رہا۔میں ہی ہوں جو اس صحرا میں جان دے رہا ہوں ۔لہذا تم سڑک پر جا کر انتظار کرو۔میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ تمہیں ابھی نظر آجائے گا۔اللہ کی قسم نہ میں غلط کہہ رہا ہوں اور نہ مجھ سے نبی صلی ﷺ نے (نعوذ باللہ) غلط کہا ہے۔بیوی نے کہا یہ کیسے ہوگا۔حاجی بھی چلے گئے اور راستے طے ہو گئے۔

آپ نے کہا تم سڑک پر جا کر انتظار کرو۔یہ خاتون سڑک پر انتظار کر رہی تھیں کہ شتر سواروں کا ایک قافلہ لمبے لمبے ڈگ آگے بڑھاتا ہوا دکھائی دیا۔خاتون کے پاس آکر ٹھہرا اور پوچھا تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟ بولیں کہ ایک ایسے مسلمان کی بیوی ہوں جس کی تجہیز و تکفین کا اجر تمہارے ذمہ ہے۔لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون سا مسلمان ہے۔؟ کہنے لگیں ابوذر غفاریؓ۔یہ سن کر سب بول اٹھے کہ ابوذر غفاریؓ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔اور پھر وہ اپنے کوڑوں کو اونٹوں کی گردنوں میں لٹکا کر چیختے ہوئے ابوذرؓ کے خیمہ کی طرف دوڑے۔ابوذرؓ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جن کے بارے میں نبی صلی ﷺ نے خبر دی تھی۔اس کے بعد ابوذرؓ نے فرمایا ایک اور مژدہ سنو۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو بچے فوت ہو گئے ہوں یا تین بچے فوت ہو گئے ہوں اور ان کی موت پر انہوں نے صبر سے

کام لیا ہو اور صبر پر ثواب کی امید لگائی ہو تو یہ دونوں ہمیشہ کیلئے آگ کے شعلوں سے جدا ہو گئے۔ پھر آج کے دن تک جو میری حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو (حضرت ابوذر غفاریؓ کے کچھ بچے چھوٹی عمر ہی میں انتقال کر گئے تھے)۔اے کاش کہ میرے پاس اتنے کپڑے ہوتے کہ میں اس سے اپنا کفن بنالیتا تو پھر میں اس کے علاوہ کسی کفن کی ضرورت محسوس نہ کرتا (مگر خدا کی مرضی یہی ہے) پھر فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر یہ فرمائش کرتا ہوں کہ تم میں جو شخص اس حکومت کا مقرر کردہ امیر یا چودھری یا قاصد ہو وہ مجھے نہ کفنائے۔ اتفاق سے ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو حکومت کے کسی نہ کسی عہدے پر فائز نہ ہو۔ صرف ایک انصاری نوجوان اس سے مستثنی تھا۔ اس نے کہا میں آپ کا ساتھی ہوں۔ میرے تھیلے میں دو کپڑے ہیں جو میری والدہ کے ہاتھ کے کاتے اور بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک کپڑا یہ ہے جو میرے بدن پر ہے۔ (ملا کر تین کپڑے ہو جاتے ہیں جو کفن کے لئے کافی ہیں) حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا ہاں تم میرے رفیق ہو بس انہی کپڑوں میں مجھے کفن دینا۔ ؛مزید حالات زندگی کیلئے دیکھئے۔ (۶)

حضرت ابوذر غفاریؓ کے فکر کے بارے میں مختلف آراء

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مفسرین کرام، مؤرخین اور مفکرین نے ابوذرؓ کی شخصیت اور فکر کو موضوع بحث بنایا ہے۔ آغاز بحث میں یہ ضروری ہے کہ آپ کے بارے میں مختلف آراء کو نقل کیا جائے۔

ابن اثیر

ابوالحسن علی بن محمد، ابن اثیر (م ۶۳۰ھ / ۱۲۳۳ء) اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں لکھتے ہیں:

وکان ابوذر یذهب الی ان المسلم لا ینبغی له ان یکون فی ملکه اکثر من قوت یومه ولیلته او شیی ینفقه فی سیبل الله او یعده لکریم، و یا خذ بظاهرالقرآن "والذین یکنزون الذهب والفضةولاینفقونهافی سیبیل الله فبشرهم بعذاب الیم "فکان یقوم بالشام ویقول-یامعشرالاغنیاء واسوا الفقراء، بشر الذین یکنزون الذهب والفضةولاینفقونها فی سبیل الله بمکاو من نار تکوی بهاجباههم وجنوبهم وظهور هم 'فمازال حتی ولع الفقراء بمثل ذلک واوجبوه علی الاغنیاء وشکاالاغنیاء مایلقون منهم-فارسل معاویة

الیه بالف دینارفی جنح اللیل فانفقهافلماصلی معاویۃالصبح دعارسوله الذی ارسله الیه فقال اذهب الی ابی ذر فقل له-انقذ جسدی من عذاب معاویۃ فانه ارسلنی الی غیرک وانی اخطأت بک ففعل ذلک-فقال له ابوذرؓ- یابینی قل له-واللہ مااصبح عندنامن دنانیرک دینارولکن اخرناثلاثۃایام حتی نجمعها-فلمارای معاویۃان فعله یصدق قوله کتب الی عثمان-ان اباذر قد ضیق علی وقدکان کذا و کذا-(۷)

:ابوذرؓ کا خیال یہ تھا کہ ایک مسلمان کو مال دنیا میں سے صرف اتنا مال ہی پاس رکھنا چاہیے کہ جس سے وہ اپنے اور اپنے بال بچوں کی ایک دن ورات کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا انتظام کر سکے۔یاوہ مال جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہے یا جس سے مہمان کی خدمت کر سکے۔وہ اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے آیت والذین یکنزون۔۔۔۔سے دلیل لیتے تھے۔یعنی وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو۔آپ شام میں مختلف مقامات پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے اے امراء کی جماعت غریبوں کی غم خواری کرو۔آگاہ ہو جاؤ کہ جن لوگوں نے سونے اور چاندی کو جمع کر رکھا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سخت ترین عذاب ان کے انتظار میں ہے۔کچھ ایسا عذاب جس میں لوہا گرم کر کے ان لوگوں کی پیشانی' پشت اور پہلو کو داغ دیا جائے گا۔وہ برابر یہ بات کہتے رہے یہاں تک کہ غریبوں کو امراء کے خلاف بھڑکا دیا۔مالداروں کو آپ کی یہ باتیں اچھی نہ لگیں اور انہوں نے (حضرت معاویہؓ حاکم شام) کے پاس جا کر شکایت کی۔ حضرت معاویہؓ نے (حضرت ابوذرؓ کے خیالات کی صداقت کو پرکھنے کیلئے اپنے ایک غلام کے ذریعہ) رات کے وقت ایک ہزار دینار آپ کے پاس بھیجے۔ حضرت ابوذرؓ نے اسی رات وہ تمام دینار فقراء میں تقسیم کر دیئے۔جب حضرت معاویہؓ نے صبح کی نماز ادا کر لی تو اپنے غلام کو جسے ابوذرؓ کے پاس بھیجا تھا' بلایا اور فرمایا' ابوذرؓ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ معاویہؓ نے وہ دینار کسی اور کے لئے بھیجے تھے میں نے غلطی سے آپ کو دے دیئے۔اس لئے معاویہؓ ناراض ہیں اور مجھے سزا دینا چاہتے ہیں۔اب آپ ہی ان دیناروں کو واپس کر کے مجھے سزا سے نجات دلا سکتے ہیں۔غلام نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوذرؓ نے اس کو کہا اے بیٹے معاویہؓ کو جا کر کہہ دو۔اللہ کی قسم میرے پاس تمہارے بھیجے ہوئے دیناروں میں سے ایک دینار بھی باقی نہیں ہے۔اب اگر تم ان کو واپس لینا چاہتے ہو تو مجھ کو تین دن کی مہلت دو تاکہ ان لوگوں سے

جن کے پاس وہ دینار ابھی موجود ہیں واپس لے کر تمہارے لئے جمع کرلوں۔ جب حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کا عمل' ان کی بات کی تصدیق کرتا ہے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو ایک خط لکھا کہ ابوذرؓ کے ساتھ میرا نباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔

امام نوویؒ

ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف (م ۶۷۶ھ / ۱۲۷۷ء)' اپنی کتاب ؛تھذیب الاسماء واللغات ؛ میں ابوذر غفاریؓ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''وکان زاھد استقلالا من الدنیا وکان مذھبه انه یحرم علی الانسان ادخار سازاد علی حاجته''(۸)

ابوذرؓ ایک ایسے زاہد تھے جو دنیا سے بہت کم حصہ لیتے تھے۔ اور آپ کا مسلک یہ تھا کہ ایک انسان پر یہ بات حرام ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے زیادہ مال ذخیرہ کرے۔

ابن کثیر

عماد الدین ابوالفداء اسماعیل' ابن کثیر (م ۷۷۴ھ / ۱۳۷۳ء)' قرآن حکیم سورہ توبہ کی آیت: والذین یکنزون۔۔۔الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''کان من مذھب ابی ذرؓ تحریم ادخارمازادعلی نفقةالعیال وکان یفتی بذلک ویحثھم علیه ویامرھم به ویغلظ فی خلافه فنھاہ معاویة فلم ینته فخشی ان یضر بالناس فی ھذا فکتب یشکوہ الی امیرالمومنین عثمان وان یاخذوہ الیه فاستقدمه عثمان الی المدینه و انزله بالربذة وحدہ و بھاماتؓ فی خلافة عثمان ''(۹)

ابوذرؓ کا نظریہ یہ تھا کہ شرعاً انسان مال دنیا میں سے اپنے اور اپنے بال بچوں کے اخراجات سے زیادہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے آپ اپنے اس نظریہ کے مطابق فتوی دیتے تھے اور لوگوں کو اس فتوے پر عمل کرنے کی دعوت دیتے تھے اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی مخالفت کرتا تھا تو اس سے بڑی سختی سے پیش آتے تھے۔ پس حضرت معاویہؓ نے ان کو منع کیا لیکن وہ اپنے موقف پر قائم رہے۔ حضرت معاویہؓ کو یہ خدشہ ہوا کہ اس سے کہیں لوگوں کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس لئے انہوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کو خط لکھا جس میں ابوذرؓ کے طرز عمل کی شکایت کی

اور یہ لکھا کہ آپ ابو ذرؓ کو اپنے پاس مدینہ بلا لیں۔ حضرت عثمانؓ نے ابو ذرؓ کو پہلے مدینہ بلایا' پھر ربذہ بھیج دیا جہاں آپ تنہا رہے اور اسی مقام پر حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

ابن کثیر اپنی دوسری بلند پایہ کتاب 'البدایۃ والنھایۃ میں لکھتے ہیں۔

؛و فی هذه السنة وقع بين معاوية وابی ذر بالشام وذلک ان اباذر انکر علی معاوية بعض الامور وکان ينکر علی من يقتنی مالا من الاغنياء و يمنع ان يدخر فوق القوت 'ويوجب ان يتصدق بالفضل ويتا ول قول الله سبحانه و تعالیٰ "والذين يکنزون الذهب والفضة ولا ينفقونهافی سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم ؛ فينهاه معاوية عن اشاعة ذلک فلا يمتنع ' فبعث يشکوه الی عثمان "(۱۰)

؛اور اس سال حضرت معاویہؓ اور حضرت ابو ذرؓ کے مابین شام میں اختلاف ہوا اور اس لئے تھا کہ ابو ذرؓ نے بعض معاملات میں حضرت معاویہؓ کا انکار کیا۔ ابو ذرؓ ان لوگوں پر اعتراض کرتے تھے جو مال جمع کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ کوئی مسلمان اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے علاوہ مال دنیا میں کچھ بھی نہیں رکھ سکتا۔ اخراجات سے جو بچ جائے اسکو دوسرے مسلمانوں پر خرچ کر دینا چاہیے۔ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے دلیل دیتے تھے ؛ ترجمہ۔ وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو' حضرت معاویہؓ نے انہیں اس نظریہ کی اشاعت سے منع کیا' لیکن ابو ذرؓ نے اپنا مشن جاری رکھا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے پاس خط بھیجا جس میں حضرت ابو ذرؓ کے عمل کی شکایت کی۔

ابو حیان الاندلسی

محمد بن یوسف 'ابو حیان الاندلسی اپنی تفسیر ؛البحر المحیط ؛ میں حضرت ابو ذر غفاریؓ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وقال ابوذرؓ وجماعة معه فضل من مال الرجل عن حاجة نفسه فهو کنز"(۱۱)

اور حضرت ابو ذرؓ اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے کہا کہ انسان کی ذاتی ضرورت سے جو زائد مال ہے وہ کنز ہے۔

ابو عبداللہ القرطبی

ابو عبداللہ محمد بن احمد 'القرطبی (م ۶۷۱ھ / ۱۲۷۲ء)' تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں

"روی عن ابی ذر 'وھو مما نقل من مذھبه وھو من شدائده ومما انفرد به"(۱۲)

حضرت ابو ذرؓ کا جو مذھب نقل کیا گیا ہے وہ ان کی شدت پسندی پر دلالت کرتا ہے اور اس رائے میں وہ منفرد ہیں۔

ابن خلدون

عبدالرحمٰن بن محمد 'ابن خلدون (م ۸۰۸ھ / ۱۴۰۶ء)' اپنی تاریخ میں حضرت ابو ذرؓ کے بارے میں یہ رائے دیتے ہیں۔

: وکان الذی دعا الی ذلک شدة الورع من ابی ذروحمله الناس علی شدائد الاموروالزھدفی الدنیاوانه لاینبغی لاحد ان یکون عنده اکثر من قوت یومه ویاخذ بالظاھر فی ذم الادخار بکنز الذھب والفضة "(۱۳)

"ابو ذرؓ میں ورع و تقوی 'اعتدال سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی امور میں سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہیے۔ اور وہ سونا اور چاندی کو ذخیرہ کرنے کی مذمت کے ضمن میں ظاہر پر عمل کرتے تھے"

ابن عبد البر

ابو عمر یوسف بن عبداللہ (م ۴۶۳ھ / ۱۰۷۱ء)' حضرت ابو ذر غفاریؓ کے معاشی فکر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"روت عن ابی ذر آثار کثیر تدل علی انه کان یذھب الی ان کل مال مجموع بفضل عن القوت وسداد العیش فھو کنز یذم فاعله 'وان آیة الوعید نزلت فی ذلک"(۱۴)

حضرت ابو ذرؓ سے بکثرت ایسی باتیں منقول ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کھانے پینے اور سامان زندگی کے علاوہ ہر ایک قسم کے مال جمع کرنے کو کنز کہتے ہیں اور اس کے مرتکب کی مذمت فرماتے تھے اور قائل تھے کہ وعید کی آیت قرآن مجید میں ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

شوکانی

محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) "فتح القدیر" میں لکھتے ہیں :

واختلاف اهل العلم فی المال الذی ادیت زکاته هل یسمی کنزا ام لا؟ فقال قوم-هو کنز' وقال آخرون-لیس بکنز' ومن القائلین بالقول الاول ابوذر' و قیده بما فضل عن الحاجة:(۱۵)

؛جس مال سے زکوۃ نکالی جاچکی ہے اس مال کی جمع آوری اور ذخیرہ اندوزی پر لفظ ؛کنز ؛کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں اس بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ نے کہا کہ وہ کنز ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ نہیں ہے۔ پہلے قول کے قائل لوگوں میں ابوذرؓ نمایاں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ احتیاج اور ضرورت سے زیادہ مال کی نگہداشت "کنز" میں شامل ہے۔

محمود آلوسی

ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی (م ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء) تفسیر "روح المعانی" میں لکھتے ہیں :

"واخذ بظاهرالایةفأوجب النفاق جمیع المال الفاضل عن الحاجة ابوذرؓ وجری بینه لذلک وبین معاویةؓ فی الشام ماشکاه له الی عثمانؓ فی المدینة فاستدعاه الیهافرآه مصرا علی ذلک"(۱۶)

؛اور حضرت ابوذرؓ نے آیت کے ظاہری الفاظ سے استدلال کیا ہے اور یہ نظریہ قائم کر لیا کہ انسان پر اپنی حاجت سے زائد تمام مال کو خرچ کرنا واجب ہے۔ اور اس ضمن میں ابوذرؓ اور معاویہؓ کے درمیان شام میں اختلاف ہوا۔ جس کی شکایت حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ سے مدینہ میں کی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ بلالیا۔ اس وقت آپ کی سمجھ میں آیا کہ ابوذرؓ اپنے قول اور نظریہ پر واقعی ڈٹے ہوئے ہیں۔

علمائے جامعہ ازہر کا نظریہ

"۔۔۔۔۔ ابوذر غفاریؓ کا عقیدہ تھا کہ اگر مسلمان کے پاس اپنے اور اپنے بال بچوں کی ضرورت سے زیادہ مال ہے تو اس کا یہ فریضہ ہے کہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اس مال

کو محفوظ رکھنا، پس انداز کرنا یاذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے"

اس کے بعد علمائے الازہر فرماتے ہیں۔

"ایسا نظریہ وہ بھی ابوذرؓ ایسے انسان سے جو نبی ﷺ کے جلیل القدر صحابی تھے تعجب خیز ہے۔اس لئے کہ ایسا نظریہ اسلام کی حقیقی روح سے بہت دور ہے۔اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگ ابوذرؓ کی بات کو قابل تردید سمجھتے ہیں اور اس کو بے معنی کہتے ہیں"(۱۷)

رشید رضا

محمد رشید رضا (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) نے آیت والذین یکنزون الذھب والفضة ۔۔ انح کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :

"وفی الروایات الما ثورة مایدل علی ان الصحابه (رضؓ) عنهم فهموا من الایة و جوب انفاق جمیع مایملک الانسان من نقد الذهب والفضة وان جمهور هم رجعوا عن هذا و بقی علیه ابوذرؓ"(۱۸)

"اور اس آیت کے ضمن میں جو روایات ماثورہ وارد ہوئی ہیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام نے اس آیت سے یہ سمجھا تھا کہ انسان کی ملکیت میں جو نقدی 'سونا' چاندی وغیرہ مال ہو وہ تمام اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا چاہیے۔اور جمہور صحابہ نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا۔لیکن ابوذرؓ اس رائے پر قائم رہے۔"

احمد امین

مصر کے مشہور مصنف احمد امین ابن الشیخ ابراہیم (م ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء) نے حضرت ابوذرؓ کے نظریہ کو مزدک(۱۹) کے نظریہ کے مساوی جانا ہے۔

وہ طبری کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"فتری من هذا ان رایه قریب جداً من رای مزدک فی الاموال"(۲۰)

"اموال کے بارے میں ابوذرؓ کی رائے جیسا کہ آپ نے دیکھا مزدک کی رائے سے بہت مشابہ ہے"

احمد امین کی علمی خیانت

احمد امین نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے یہ نظریہ عبداللہ بن سبا یہودی

سے سیکھا تھا۔(نعوذباللہ من ذلک)۔احمد امین کے الفاظ دیکھئے :

”ولکن من این اتاه هذا الرای ؟یحد ثناالطبری ایضاًعن جواب هذا السوال فیقول :ان ابن السودا ء لقی اباذرفأوعزالیه بذلک‘وان ابن السوداء هذااتی ابا الدرداء وعباده بن الصاست فلم یسمعالقوله‘واخذه عبادةالی معاویةوقال له هذاوالله الذی بعث علیک أباذر۔ونحن نعلم ان ابن السوداء هذا لقب لقب به عبدالله ابن سبا‘وکان یهودیا من صنعا ء‘اظهر الاسلام فی عهدعثمان‘وانه حاول ان یفسدعلی المسلمین دینهم‘و بث فی البلادعقائد کثیرةقدنعرض لها فیما بعد‘وکان قدطوف فی بلادکثیرة‘فی الحجازوالبصرة والکوفةوالشام ومصر‘فمن المحتمل القریب ان یکون قدتلقی هذاالفکرة من مزدکیةالعراق اوالیمن‘واعتنقهاابوذرحسن النیةفی اعتقادها‘وصبغها بصبغة الزهد التی کانت تجنح الیها نفسه۔فقدکان من اتقی الناس و اورعهم وازهد هم فی الدنیا‘وکان من الشخصیات المحبوبه التی اثرت فی الصوفیة (ص۲۱)

”لیکن اس رائے کا ماخذ کیا ہے ؟ طبری نے ہمیں اس سوال کا جواب بھی دے دیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ابن السوداء (شام میں) ابوذرؓ سے ملا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھادی۔ پھر ابن السوداء ‘ابوالدرداءؓ اور عبادہ بن الصامتؓ کے پاس آیا۔انہوں نے اس کی بات نہ سنی عبادہ بن الصامتؓ اس کو پکڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس لائے اور انہیں کہا اللہ کی قسم اس شخص نے ابوذرؓ کوآپ کے پاس بھیجا تھا۔اور ہم جانتے ہیں کہ ابن السوداء ‘عبداللہ بن سبا کا لقب ہے۔اوروہ صنعا کا ایک یہودی تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں اس نے بظاہر اسلام قبول کیا اور پھر مسلمانوں کے دین میں فساد پیدا کرنے میں مشغول ہو گیا اور مختلف شہروں میں اپنے بہت سے عقائد کو پھیلادیا ۔وہ حجاز بصرہ ‘کوفہ ‘شام اور مصر کے مختلف شہروں میں چکر لگاتا رہا۔ پس زیادہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس عقیدہ کی اصل عراق یا یمن کے مزدکیوں‘ کے ذریعہ ابوذرؓ تک پہنچی ہے۔اور انہوں نے اپنے حسن نیت اور صفائے باطن کی بدولت اس کو قبول کیا پھر انہوں نے اس کو زہد کا رنگ دیا جو ان کی طبیعت کے مناسب حال تھا۔اور حضرت ابوذرؓ دنیا کے لوگوں میں سب سے زیادہ متقی‘ پرہیز گار اور زاہد تھے۔اور صوفیاء پر جن شخصیات کا بہت اثر ہے ان میں ابوذرؓ بھی ہیں۔

کیا طبری کی یہ ذاتی رائے ہے ؟

احمد امین نے ابن جریر طبری کی طرف یہ بات منسوب کر دی کہ ابوذر غفاریؓ عبداللہ بن سبا کے فکر سے متاثر تھے حالانکہ راقم کی رائے میں طبری کی یہ ذاتی رائے ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے تو محض اپنی کتاب میں ان لوگوں کی ایک رائے نقل کی ہے۔ جو ابوذر غفاریؓ کے معاشی فکر کو پسند نہیں کرتے تھے۔

مورخ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کی بے سروپا باتیں

اکبر شاہ خاں نے اپنی کتاب ''تاریخ اسلام'' میں کیسی بے ہودہ باتیں لکھ دی ہیں :

''ابوذر غفاریؓ فرماتے تھے کہ روپیہ کا جمع کرنا اور سب کا سب راہ خدا میں خرچ نہ کر دینا کسی طرح جائز نہیں۔ اور حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد زکوۃ کا ادا کرنا ہے۔ روپیہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع ہونا گناہ نہیں ہے۔ اگر روپیہ کا بلا شرط جمع کرنا گناہ ہوتا تو قرآن کریم میں ترکہ کی تقسیم اور وراثت کے حصص کا ذکر نہ ہوتا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کے اس عقیدہ کا حال وہاں کے لوگوں کو معلوم ہوا تو سب نے ان کا مذاق اڑایا اور نوعمر لوگ خاص کر زیادہ تمسخر کرنے لگے۔ حضرت ابوذرؓ کا اصرار اور بھی ترقی کرتا گیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کو اس کیفیت کی اطلاع دی۔ خلیفہ وقت نے حکم بھیجا کہ حضرت ابوذرؓ کو نہایت تکریم کے ساتھ مدنیہ منورہ کی طرف روانہ کر دو۔ مدنیہ میں آکر حضرت ابوذرؓ نے اپنے عقیدے کا اعلان شروع کر دیا۔ چونکہ ان کے مزاج میں درشتی تھی لہذا لوگ ان سے عموماً چشم پوشی و درگزر ہی کرتے تھے۔ لیکن یہاں بھی نوعمر اور خوش طبع لوگ موجود تھے وہ کبھی نہ کبھی ان کو چھیڑ ہی دیتے تھے۔ اتفاقاً اس عرصہ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی وفات ہوئی وہ بہت مالدار شخص اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے کسی نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ عبدالرحمٰن نے اس قدر دولت چھوڑی ہے ان کی نسبت آپ کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے بلا تامل حضرت عبدالرحمٰن پر بھی اپنا فتویٰ جاری کر دیا اس پر حضرت کعب احبار جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کے زبردست عالم تھے معترض ہوئے۔ ابوذرؓ نے یہ کہہ کر کہ اے یہودی تجھ کو ان مسائل سے کیا واسطہ اپنا عصا اٹھایا اور کعب احبار پر حملہ آور ہوئے'' (۲۲)

شاہ معین الدین احمد ندوی

معین الدین ندوی نے اپنی کتاب ''تاریخ اسلام'' میں حضرت ابوذر غفاریؓ کے بارے

میں کیسے الفاظ لکھ دیئے ہیں۔وہ رقمطراز ہیں۔ :

''حضرت ابوذرؓ جائز سرمایہ داری کے بھی خلاف تھے۔ان کے مشرب میں کل کے لیے کچھ اٹھار کھنا جائز نہ تھا۔وہ شام میں سرمایہ داری کے خلاف وعظ کہتے پھرتے تھے۔اس سے بدامنی پھیلنے کا اندیشہ تھا۔اس لیے معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھ بھیجا کہ ان کو شام سے بلا لیجئے حضرت عثمان نے امن عام کے خیال سے اپنے پاس بلا لیا اور فرمایا کہ آپ میرے پاس رہیے۔آپ کی کفالت میں کروں گا لیکن وہ ایک بے نیاز بزرگ تھے۔جواب دیا مجھے تمہاری دنیا کی ضرورت نہیں ہے اور خود مکہ کے قریب ایک ویرانہ ربذہ میں سکونت اختیار کر لی''(۲۳)

صدیق حسن خان

محقق صدیق حسن خان'' تفسیر'' فتح البیان فی مقاصد القرآن ''میں لکھتے ہیں :

''واختلف اهل العلم فی المال الذی ادیت زکاته هل یسمی کنزا ام لافقال قوم هوکنز و قال آخرون لیس بکنز و من القائلین با لاول ابوذرؓ و قید ہ بما فضل عن الحاجة''(٢٤)

''اور اہل علم نے اس مال کے بارے میں اختلاف کیا ہے جس کی زکوۃ ادا کی جاچکی ہو کہ آیا اس پر کنز کا اطلاق ہو گا یا نہیں۔ایک گروہ نے کہا کہ وہ کنز ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ کنز نہیں۔پہلے گروہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ نمایاں ہیں اور انہوں نے کہا کہ ضرورت سے زائد مال کو خیرات کر دینا چاہیے''

عبدالسلام ندوی

موصوف اپنی کتاب ''اسوہ صحابہؓ'' جلد دوم میں لکھتے ہیں :

'' صحابہ کرام میں حضرت ابوذر غفاریؓ قرآن کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ والذین یکنزون الذهب ------الخ ۔اس آیت کے متعلق امیر معاویہؓ کا خیال تھا کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور سونا چاندی کے جمع کرنے پر عذاب الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے لیکن حضرت ابوذر غفاریؓ کا اصرار تھا کہ انها فینا و فیهم (وہ ہمارے اور ان کے دونوں کے بارے میں ہے) یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک روپیہ پیسہ کا جمع کرنا ناجائز تھا۔''(۲۵)

عبدالعلی فاروقی (فاضل دیوبند) کی بے باکیاں

موصوف، حضرت ابوذر غفاریؓ کے بارے میں کتنی بے باکی سے گفتگو کرتے ہیں۔وہ رقمطراز ہیں۔

"سبائیوں نے ان کے نام کو اپنی غرض کا نشانہ اس لیے بنایا کہ "سبائی تحریک" کے بانی عبداللہ بن سبا (منافق) نے ان کی سادہ لوحی اور "غلبہ حال" سے ناجائز فائدہ اٹھا کر سب سے پہلے ان ہی کے ذریعہ حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرایا تھا اور پھر حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت معاویہؓ کی نظریاتی کشمکش نے اتنا طول پکڑا تھا کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی طلب پر حضرت ابوذرؓ کو شام چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا تھا"۔(۲۶)

مزید لکھتے ہیں :

"حضرت ابوذر غفاریؓ اصحاب "ترک و تجرید" میں سے تھے۔مال و دولت کے سلسلہ میں ان کا اپنا رجحان یہ تھا کہ کسی بھی آدمی کو ایک دن کی ضرورت سے زائد مال و دولت جمع نہیں کرنا چاہیے۔اور اپنی ضرورت سے زائد مال دوسروں میں تقسیم کر دینا چاہیے چونکہ ان کا خود سختی کے ساتھ اسی پر عمل تھا کہ اپنی ضرورت سے زائد ایک حبہ بھی اپنے پاس رکھنا اپنے لیے حرام جانتے تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی "زاہدانہ زندگی" میں اپنی ضرورت کا بھی کوئی خانہ نہ تھا۔ جیسا کہ ان کی وفات کے وقت کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس کفن تک کے لیے کپڑا نہ تھا۔"(۲۷)

اور موصوف یہ لکھ کر کتنی بڑی جسارت کر گئے۔

"حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جب ابن سبا دوسری جگہوں کا دورہ کرتا ہوا شام پہنچا اور اپنی" فسادی مہم" کے لیے اس کو دوسری جگہوں کی طرح شام سے کوئی آدمی ہم نوائی کے لیے نہ مل سکا اور حضرت معاویہؓ کے مضبوط اور چوکس نظام میں رخنہ ڈالنے کا اسے کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تو اس نے ایک نیا پینترا یہ چلا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس آیا اور حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف اکسایا۔ پھر ابن سبا حضرت ابوذر غفاریؓ کے بعد دو اور زاہدوں یعنی حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت عبادہؓ بن صامت کے پاس بھی گیا اور ان سے بھی جا کر حضرت معاویہؓ کی شکایت کی مگر ان دونوں جگہوں پر اسے کوئی کامیابی نہ مل سکی۔ کیونکہ حضرت ابوالدرداءؓ نے تو اس کی بات سن کر فرمایا تو ہے کون؟ مجھے تو یہودی معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر جب یہ حضرت عبادہؓ

کے پاس پہنچا اور ان سے حضرت امیر معاویہؓ کی یہی بات نقل کی تو انہوں نے تو اسے پکڑ لیا اور حضرت امیر معاویہؓ کے پاس جاکر کہا "خدا یہی شخص ہے جس نے ابوذرؓ کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ تب ابن سبا کو شام سے نکالا گیا۔

اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ کو حضرت معاویہؓ اور اہل شام کے خلاف ابن سبا نے اکسایا تھا اور نہ وہ تو برسوں سے شام میں مقیم تھے" (۲۸)

دولت اور اس کی تقسیم کے متعلق حضرت ابوذر غفاریؓ کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل دیوبند لکھتے ہیں

"یہ الگ بات ہے کہ دولت اور اسکی تقسیم کے سلسلہ میں ان کا اپنا مخصوص نظریہ تھا اور وہ ضرورت سے زائد ایک حبہ مال رکھنے کو بھی حرام گردانتے تھے لیکن ظاہر ہے کہ یہ زہد و تقوی کے اعلی درجہ کی بات تھی جسے عام قانون کی شکل نہیں دی جاسکتی تھی" (۲۹)

"ابوذرؓ کی اس تحریک کا یہ اثر ہوا کہ غرباء نے امراء پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا اور طبقاتی کشمکش شروع ہو گئی" (۳۰)

"حضرت ابوذرؓ کے اپنے موقف پر اس طرح اصرار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ "وارفتہ حال" تھے۔ اور اگر وہ ربذہ منتقل نہ ہو جاتے تو ممکن تھا کہ ابن سبا جیسے دوسرے سیاہ باطن لوگ ان کی آڑ میں بڑا فتنہ برپا کر دیتے" (۳۱)

"حضرت ابوذرؓ کا یہ حال "زہد و تقوی" اور ترک و تجرید کا اعلی مقام تھا کہ حدود شرعی کے اندر جس مال و زر کا جمع کرنا مباح ہے اسے بھی حضرت ابوذرؓ مباح نہیں گردانتے تھے اور اس کے ساتھ حرام جیسا معاملہ کرتے تھے۔"

"دوسری طرف حضرت عثمانؓ یا حضرت معاویہؓ پر بھی کوئی الزام اس لیے عائد نہیں ہوتا کہ حکمران کی حیثیت سے وہ خدا اور اسکے رسول ﷺ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے تھے اور یہ عام قانون لاگو نہیں کر سکتے تھے کہ ضرورت سے زائد تمام مال بہر حال تقسیم کر دینا چاہیے" (۳۲)

رصافی

مشہور شاعر رصافی نے ابوذر غفاریؓ کے نظریہ کو یوں بیان کیا ہے۔ رصافی کہتا ہے :

انما الحق مذهب الاشتر آکیته فیما تختص بالا موال

مذهب نحی الیه ابوذر ؓ قدیمافی غابر الاجبال (٣٣)

"اموال کے بارے میں حق تو وہی ہے جو سوشلسٹ مکتب فکر ہے۔ وہی راستہ ہے زمانہ قدیم میں ابوذر ؓ جس کے گرویدہ تھے۔

اہم نکات

ان مندرجہ بالا آراء سے حضرت ابوذر ؓ کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں :

(١) ایک مسلمان صرف اتنا مال ہی اپنے پاس رکھ سکتا ہے جس سے ایک دن و رات کی ضروریات پوری کر سکے۔

(٢) حضرت ابوذر ؓ اور ایرانی مفکر مزدک کے نظریہ میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

(٣) حضرت ابوذر ؓ عبداللہ بن سبا یہودی کے نظریہ سے متاثر تھے۔

(٤) حضرت ابوذر ؓ سوشلسٹ مکتب فکر کے امام ہیں۔

آراء کا تنقیدی جائزہ

(کیا حضرت ابوذر ؓ ضرورت سے زائد مال کو خرچ کرنا واجب سمجھتے تھے ؟)

ہم یہاں اس امر پر بحث کریں گے کہ حضرت ابوذر ؓ کی طرف جس نظریہ کی نسبت کی گئی ہے۔ کیا وہ اس کے قائل بھی تھے یا نہیں ؟ اگر نا قابل تردید دلائل سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت ابوذر غفاری ؓ کا سرے سے یہ نظریہ ہی نہیں تو پھر جناب ابوذر ؓ کے بارے میں یہ نظریات کہ وہ مزدک یا عبداللہ بن سبا یہودی کے فکر سے متاثر تھے یا وہ سوشلسٹ مکتب فکر کے امام ہیں خود بخود غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔

اگر حضرت ابوذر ؓ کی شخصیت اور ان کے فکر کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ انسان کو خود اس کے اور اس کے اہل عیال کے اخراجات سے بچ جانے والے تمام مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا چاہیے۔

یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ ابوذر ؓ

(١) جو اس وقت بھی صرف ایک رب کی عبادت کرتے تھے جب سرور کائنات ﷺ نے ابھی لوگوں کے سامنے اپنی نبوت کا اعلان بھی نہیں فرمایا تھا (محدث ابن سعد کے

الفاظ "کان ابوذرؓ یتالہ فی الجاھلیۃ ویقول۔ لااله الاالله' ولا یعبدالاصنام'
فمرعلیه رجل من اهل مکةبعدمااوحی الی النبی ﷺفقال۔
یااباذران رجلابمکۃ'یقول مثل ما تقول لااله الاالله (٣٤)

حضرت ابوذرؓ زمانہ جاہلیت میں اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ نبی علیہ پر وحی نازل ہونے کے بعد مکہ کے ایک شخص کا گزر ابوذرؓ پر ہوا تو وہ کہنے لگا کہ اے ابوذرؓ بے شک مکہ میں بھی ایک شخص (یعنی محمد علیہ) وہی بات کہتے ہیں جو تم کہتے ہو' یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

(۲) جن کا شمار "السابقون الاولین" میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے سرور عالم ﷺ کی معیت میں تئیس (۲۳ سال) کا عرصہ گزارا ہو (والسبقون الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتهاالانهرخلدين فيهاابدا ط ذلك الفوزا العظيم(٣٥)

"اور (جو) مہاجرین و انصار میں سے سابق و مقدم (ہیں) اور جتنے لوگوں نے نیک کرداری میں ان کی پیروی کی۔ اللہ ان (سب) سے راضی ہوا اور وہ (سب) اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔"

(۳) جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ محمد عربی علیہ کو اپنا ہادی اور رسول علیہ تسلیم کرنے کی پاداش میں اس روئے زمین پر سب سے پہلے حرم میں مشرکین مکہ سے مار کھائی اور لہولہان ہوئے۔ (محدث ابن سعد کے الفاظ ہیں)"وسمع قول رسول الله ﷺفاسلم من ساعته'
ثم قال -یانبی ﷺاللهما تأمرنی؟قال -ترجع الی قومک حتی یبلغک امری 'قال فقال له-والذی نفسی بیده لاارجع حتی اصرخ بالاسلام فی المسجد قال فدخل المسجدفنادی باعلی صوته-اشهدان لااله الاالله وان محمد أ عبده ورسوله'ﷺقال فقال المشرکون-صبا الرجل صبا الرجل فضربوه حتی صرع' فاتاه العباس فاکب علیه وقال-قتلتم الرجل یامعشرقریش'انتم تجار وطریقکم علی غفار'فتریدون ان یقطع الطریق؟فامسکوا عنه'ثم عادالیوم

الثانی فصنع مثل ذلک ثم ضربوه حتی صرع، فاکب علیه العباس و قال لهم مثل ما قال فی اول مرة، فامسکوا عنه و کان ذلک بدء اسلام ابی ذرؓ (۳۶)

"اورآپ نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی، پس اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپ نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں میرا پیغام پہنچاؤ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک واپس نہ جاؤں گا جب تک حرم میں اپنے اسلام کا اعلان نہ کر دوں۔ راوی نے کہا کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے پکارا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں ﷺ، راوی نے کہا کہ مشرکین یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہ شخص بے دین ہو گیا یہ شخص بے دین ہو گیا۔ لوگوں نے انہیں اتنا مارا کہ وہ گر پڑے۔ پس حضرت عباسؓ آئے اور ان پر گر پڑے اور کہنے لگے اے قریش کی جماعت تم نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ تم لوگ تاجر ہو اور تمہارے راستے پر غفار رہتے ہیں۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہاری راہ زنی کی جائے۔؟ پس وہ آپ کو مارنے سے رک گئے۔ حضرت ابوذرؓ پھر دوسرے دن آئے اور اسی طرح توحید و رسالت کی گواہی دی۔ لوگوں نے انہیں پھر اتنا مارا کہ گر پڑے حضرت عباسؓ ان کو بچانے کے لیے پھر گر پڑے اور ان کو وہی بات کہی جو پہلی بار کہی تھی۔ پس وہ آپ کو مارنے سے رک گئے۔ اور یہ حضرت ابوذرؓ کے اسلام کا آغاز ہے۔

(۴) جن سے دو سو اکیاسی (۲۸۱) احادیث مروی ہیں۔ اور ان میں سے دو سو اکتیس (۲۳۱) امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کتب میں نقل کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں "حدیث ابی ذر الغفاریؓ" کے عنوان سے سینکڑوں احادیث (ص ۱۴۴ تا ۱۸۱) ابوذرؓ سے نقل کی ہیں (۳۷)

(۵) جن کے بارے میں باب العلم حضرت علی بن ابی طالبؑ یہ فرمائیں کہ دین کی پیروی کرنے میں اور اس کی باتوں پر عمل کرنے میں ابوذرؓ بہت زیادہ حریص تھے

(شحیحا علی دینه حریصاً علی العلم) (۳۸)

وہ ذی شان صحابی رسول ﷺ ایک ایسا انوکھا نظریہ پیش کریں جو اسلام کے عمومی مزاج سے ہم آہنگ نہ ہو۔ عقل انسانی اس کو تسلیم نہیں کر سکتی۔

وہ حضرات جو جناب ابوذرؓ کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں۔ ان سے چند

سوالات کئے جاسکتے ہیں۔

پہلا سوال :

کیا عہد رسالت (اھ تا ۱۱ھ) اور حضرت ابو بکر صدیقؓ (۱۱ھ تا ۱۳ھ) و حضرت عمر بن الخطابؓ (۱۳ھ تا ۲۴ھ) کے ادوار میں صحابہ کرام کے پاس ضرورت سے زائد مال نہیں ہوتا تھا؟

دوسرا سوال :

اگر ابوذرؓ آیت قرآنی والذین یکنزون الذھب ۔۔۔ الخ سے استدلال کرتے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ اس آیت کی رو سے ضرورت سے زائد مال جمع کرنا حرام ہے تو پھر آپ نے یہ فریضہ عہد رسالت اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے ادوار میں کیوں نہ سرانجام دیا۔ اور صرف حضرت عثمانؓ کے عہد ہی میں آپ کو اس آیت کی تبلیغ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کیا کتب تاریخ و حدیث سے ایسی ایک بھی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کسی بھی قدیم ماخذ سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت ابوذرؓ نے پہلے ادوار (عہد رسالت' حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے دور میں آیت قرآنی یکنزون الذھب کی تفسیر میں لوگوں کے سامنے اس نظریہ کا اظہار کیا ہو جو مفسرین' مورخین اور ائمہ نے ان کی طرف منسوب کیا ہے

تیسرا سوال :

کیا حضرت ابوذرؓ ایسے صحابی یہ بھی نہ سمجھتے تھے کہ اگر شبانہ روز ضرورت سے زائد مال کا انفاق واجب کر دیا جائے تو اس طرح اسلام کے دو اہم ارکان زکوۃ اور حج خود بخود ساقط ہو جاتے ہیں؟۔ کیا ابوذرؓ نے اپنی تمام زندگی میں "آیت کنز" کے علاوہ ان آیات قرآن کو نہیں پڑھا تھا جو زکاۃ و حج کے احکام سے متعلق ہیں۔

چوتھا سوال :

کیا حضرت ابوذر غفاریؓ کی نظر سے وہ آیات نہیں گزری تھیں جن میں انفرادی حق ملکیت کا ذکر ہے۔ کیا انہوں نے سورۃ نساء کی یہ آیت نہیں پڑھی تھی۔

"وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و اٰتیتم احدٰھن قنطارًا فلا تا خذوا منه شیاء "(۳۹)

"اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لینا۔"

کیا آپ نے خرید و فروخت سے متعلق آیات کو نہیں پڑھا تھا؟ کیا وراثت اور وصیت سے متعلق آیات سے آپ آگاہ نہ تھے؟

پانچواں سوال :

کیا حضرت ابو ذر غفاریؓ نبی ﷺ کے اس عمل سے آگاہ نہ تھے کہ مختلف اوقات میں بعض صحابہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں منع فرمادیا۔ عظیم محدث احمد بن الحسین، البیهقی (م ۴۵۸ھ / ۱۰۶۶ء) نے اپنی کتاب السنن الکبری میں اور امام بخاری نے "الصحیح" میں یہ روایت نقل کی ہے۔

عن سعد بن ابی وقاصؓ قال - جاء النبی ﷺ یعودنی وانا بمکة ' و هویکره ان یموت بالارض التی هاجر منها ' قال (یرحم الله ابن عفراء) قلت : یا رسول الله ﷺ اوصی بمالی کله ؟ قال (لا) قلت فالشطر؟ قال (لا) قلت الثلث ؟ قال 'فالثلث 'والثلث کثیر'انک ان تدع و رثتک اغنیاء خیر من ان تدعهم عالة یتکففون الناس فی ایدیهم " (۴۰)

ابو ذرؓ کی تبحر علمی

ابو ذرؓ کی علمی وسعتوں کا اندازہ کرنا ہو تو باب العلم حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی یہ گواہی کافی ہے :

"قال ابن جریج'سئل علی عن ابی ذر فقال-وعی علماًعجزفیه'وکان یکثر السئوال فیعطی ویمنع ' اماان قد ملئی له فی وعائه حتی امتلاء "(۴۱)

"ابن جریج نے کہا' حضرت علیؑ سے 'ابو ذرؓ کے بارے میں پوچھا گیا گو آپؑ نے فرمایا' انہوں نے ایک علم کو محفوظ کیا جس میں عاجز آگئے۔ اور آپ (نبی ﷺ) سے دین کے بارے میں کثرت سے سوال کیا کرتے تھے۔ پھر انہیں کبھی جواب دیا گیا اور کبھی نہیں۔ اس پر بھی ان کے لیے ان کا پیمانہ بھر دیا گیا حتی کہ وہ لبریز ہو گیا۔"

حضرت علیؑ کے اس ارشاد میں "وعی علماعجزفیه " کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے علم و معلومات سے مغلوب ہو گئے تھے۔ جو کچھ آپ جانتے تھے اس کے خلاف عمل کر ہی نہیں سکتے تھے

حضرت ابوذرؓ خادم رسول ﷺ تھے۔ بارگاہ رسالت کے خدام تو اور صحابہ کرامؓ بھی تھے لیکن آسمان کے نیچے کسی انسان کو یہ شرف ملانہ ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی حضرت ابوذرؓ کو ملتے تو کم از کم مصافحہ ضرور فرماتے حضرت ابوذرؓ خود فرماتے ہیں "لم یلقنی قط الا اخذ بیدی (۴۲) (کبھی میری ملاقات ایسی نہیں ہوئی کہ آپ نے میرے ہاتھ نہ پکڑے ہوں، یعنی ہمیشہ مصافحہ کی سرفرازی نصیب ہوئی۔

رسول مکرم ﷺ سے دین کے بارے میں کثرت سوالات ہی کا نتیجہ تھا کہ آخری دنوں میں حضرت ابوذرؓ فرمایا کرتے تھے۔

"لقد ترکنا رسول ﷺ وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما" (۴۳)

البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اس وقت ہم لوگوں کو چھوڑا (یعنی اس دنیا سے انتقال فرمایا) جب فضائے آسمانی میں اپنے بازو ہلا کر اڑنے والا کوئی پرندہ نہیں رہ گیا تھا کہ ہمیں اس کے بارے میں بھی کوئی نہ کوئی علم مل گیا۔

دولت مند صحابہ

معتبر کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے صحابہ کرامؓ دولت مند تھے۔

ابو حیات الاندلسی نے تفسیر "البحر المحیط" میں لکھا ہے:

" وکان کثیر من الصحابۃ رضوان اللہ علیھم کعبد الرحمن بن عوف و طلحۃ بن عبید اللہ یقتنون الاموال ویتصر فون فیھا " (٤٤)

ابن جوزی نے اپنی مشہور کتاب "صفۃ الصفوۃ" میں مختلف صحابہ کرامؓ کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی دولت کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کے بیان کے مطابق حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ کے پاس ایک ہزار اونٹ اور سو عدد گھوڑے تھے۔ طلحہ بن عبید اللہؓ کی عراق میں روزانہ آمدنی ہزار (وافی) اور شام میں ہزار دینار تھی۔ قیس بن سعدؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ بھی مدینہ کے دولت مندوں میں شمار ہوتے تھے۔ ابو سعید خدریؓ کے پاس بھی کافی دولت تھی۔ یہ اپنی دولت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "انصار کے درمیان ہم کسی کو نہیں پہچانتے جس کے پاس ہم سے زیادہ دولت ہو۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے جب انتقال کیا تو اس وقت ان کے کھیت، چشمے اور دوسرے اموال کی مالیت تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی۔ حکیم بن حزامؓ کے پاس بھی کافی دولت تھی۔ (۴۵)

زکوۃ سے متعلق ابوذرؓ سے مروی احادیث

کتب حدیث میں زکوۃ سے متعلق بعض احادیث حضرت ابوذرؓ سے روایت کی گئی ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے' جسے محدث ابن ماجہ نے "سنن" میں نقل کیا ہے۔

قال قال رسول اللہ ﷺ مامن صاحب ابل ولابقرولاغنم لایودی زکوتهاالاجاء ت یوم القیامة اعظم ماکانت واسمنه ینطحه بقرو نها و تطوه باخفا فها کلما نفدت اخراها عادت علیه او لها حتی یقضی بین الناس۔(٤٦)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اونٹ یا گائے بکری کا مالک ہے اور اسکی زکاۃ ادا نہیں کرتا ہے قیامت کے دن اس کے یہ جانور لائے جائیں گے۔ دنیا میں جس طرح موٹے ہوں گے' اسی طرح قیامت میں وہ اپنے مالک کو سینگ ماریں گے اور پاوں سے روندیں گے جب تک حساب و کتاب کا معائنہ ختم نہ ہو جائے۔ یہ اسی طرح کرتے رہیں گے۔ جب ایک قطار ختم ہو جائے گی' دوسری لوٹ آئے گی"

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف جانوروں کی زکوۃ فرض ہے۔ جانوروں پر زکوۃ کی ادائیگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان جانوروں کو کسی خاص شخص کی ملکیت میں رہتے ہوئے ایک سال گزر جائے۔ جانوروں کا شمار بھی مختلف اموال میں ہوتا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہو۔ آگے اس کی روایت بھی کریں اور پھر ایک ایسا نظریہ پیش کریں جس سے حدیث کی نفی ہوتی ہے۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی کتب حدیث سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

امام ابو عبید نے کتاب الاموال ص ۳۵۵ پر' ابن ماجہ نے السنن جلد ۱ ص ۲۹۷' ۲۹۸ پر امام مسلم نے جلد ۳ ص ۸۲ پر' بیہقی نے السنن الکبری جلد ۴ ص ۱۸۸ پر زکوۃ سے متعلق ابوذرؓ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ تمام روایات اموال' نفقات' اور حقوق واجبہ کے سلسلہ میں ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کی صداقت پر سب سے بڑی گواہی

سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کی فضیلت جس شاندار انداز میں بیان فرمائی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ تمام صحابہ کرامؓ صداقت اور حق گوئی کے پیکر تھے۔ لیکن صدق و صفا کا جو سرٹیفکٹ زبان نبوت سے حضرت ابوذرؓ کو مل گیا اس پر سب صحابہؓ کو رشک ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال - سمعت رسول اللہ ﷺ یقول - ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء 'اصدق من ابی ذرؓ (۴۷)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں 'میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا" یہ فلک نیلگوں کسی ایسے انسان پر سایہ فگن نہ ہوا اور یہ کرہ زمین کسی اسے شخص کو اپنی پشت پر نہ اٹھاسکا جو حضرت ابوذرؓ سے زیادہ حق گو ہو۔

امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (۴۸) ابن سعد نے طبقات جلد ۴ ص ۲۲۸ (۴۹) پر 'حاکم نے المستدرک جلد ۳ ص ۳۴۲ (۵۰) پر اور الھیشمی نے مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۳۲ (۵۱) پر اس حدیث کو صحیح حدیث کہا ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

من سره ان ینظر الی تواضع عیسیٰؑ بن مریم فلینظر الی ابی ذرؓ (۵۲)

جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ عیسیٰؑ بن مریم کی تواضع دیکھے 'اس کو چاہیے کہ وہ حضرت ابوذرؓ کو دیکھ لے

حقیقت واقعہ کیا ہے ؟

اب تک کی گئی بحث سے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابوذرؓ کا ہرگز یہ نظریہ نہ تھا کہ انسان ضرورت سے زائد مال جمع نہیں کرسکتا تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے مابین 'اختلاف کس بات پر ہوا اور حضرت معاویہؓ نے حضرت ابوذرؓ کے طرز عمل کی شکایت حضرت عثمان غنیؓ سے کیوں کی ؟ اور پھر آخر آپ کو ربذہ کیوں منتقل ہونا پڑا ؟

یہ کیا واقعہ رونما ہوا تھا ؟ اس کی تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ ہم معتبر کتب حدیث و تاریخ سے وہ اصل عبارات نقل کریں جو اس سے متعلق ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ اس تمام واقعہ کی تحقیق سے پہلے اگر اس درج ذیل روایت کو سامنے رکھا جائے جو حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے اور جسے امام احمد بن حنبل نے المسند میں 'محدث ابن سعد نے طبقات میں 'اور دیگر کثیر محدثین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ تو بات کو سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا۔

عن ابی ذرقال - اوصانی خلیلی بسبع ' امرنی بحب المساکین والدنو منهم ---------- وامرنی ان اقول الحق وان کان مرا " (۵۳)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہا' میرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات باتوں کی وصیت کی' مجھے حکم دیا کہ میں مساکین سے محبت رکھوں اوران کو اپنے قریب رکھوں ---------اور مجھے حکم دیا کہ' ہمیشہ حق بات۔ کہوں چاہے وہ بات کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔

اس واقعہ کی تحقیق کے ضمن میں ہم سب سے پہلے امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی ''الجامع الصحیح ''کی ایک روایت جو اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے بعد علم کا ایک مستند ترین ذریعہ ہے 'درج کرتے ہیں(اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح اللبخاری) (۵۴)

حدثنا جریر عن حصین عن زید بن و ھب 'قال مررت علی ابی ذرؓ بالربذۃ 'فقلت۔ماانزلک بھذہ الارض؟قال۔کنابالشام فقرات۔والذین یکنزون الذھب والفضۃولاینفقونھافی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم ''قال معاویۃ ماھذہ فینا 'ماھذہ الافی اھل الکتاب قال قلت۔انھا لفیناوفیھم۔(۵۵)

''جریر حضرت حصین سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن وھب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ربذہ میں میرا گزر حضرت ابوذرؓ پر ہوا۔ میں نے کہا آپ اس جگہ کیسے آگئے ؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا میں شام میں اور یہ آیت پڑھتا تھا''وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے 'انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو'' حضرت معاویہؓ نے کہا یہ آیت ہمارے بارے میں نہیں بلکہ یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن میں کہتا کہ یہ ہمارے اور ان سب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام قرطبیؒ نے تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' جلد ۸ ص ۱۲۴ پر'(۵۶)اور امام رازی نے ''التفسیر الکبیر'' جلد ۱۶ص ۴۳ (۵۷) پر اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ابن جریر طبری نے'' جامع البیان عن تاویل آی القرآن'' جلد ۱۰ ص ۱۲۱'۱۲۲ پر اس روایت میں حضرت ابوذرؓ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

''فارتفع فی ذلک بینی وبینہ القول'فکتب الی عثمان یشکونی'کتب الی عثمان ان اقبل الی' فاقبلت 'فلما قدمت المدینۃرکبنی الناس (۵۸)

پس اس وجہ سے حضرت معاویہؓ اور میرے درمیان اختلاف ہوگیا۔ پس انہوں نے حضرت عثمانؓ کو خط لکھا جس میں میرے عمل کی شکایت کی۔ پس حضرت عثمانؓ نے مجھے خط لکھا

کہ میں ان کے پاس حاضر ہو جاوں۔ پس میں ان کے پاس حاضر ہو گیا۔ جب میں مدینہ آیا تو عوام میرے ساتھ ہو گئے۔

امام احمد بن حنبل نے المسند (۵۹) میں، ابن عبدالحکیم نے "کتاب فتوح مصر واخبارھا" (۶۰) اور الذھبیؒ نے تاریخ الاسلام (۶۱) میں حضرت ابوذرؓ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

سمعت مالک بن عبدا للہ الزیادی یحدث عن ابی ذرؓ انه دخل علی عثمان، فقال عثمان، یا کعب ان عبدالرحمن تو فی و ترک مالا فماتری؟ قال ان کان یعنبی زکی۔ فلا باس فرفع ابوذرؓ عصاہ فضرب کعبا و قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما احب ان لی ھذا الجبل ذھبا انفقه و یتقبل (۶۲)

"مالک بن عبداللہ الزیادی سے سنا گیا جبکہ وہ حضرت ابوذرؓ کے بارے میں بات کر رہے تھے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ، حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ عبدالرحمٰن وفات پا گئے ہیں اور انہوں نے اتنا مال چھوڑا ہے۔ اس مال کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا اگر اس کی زکوۃ ادا کر دی گئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ پس ابوذرؓ نے اپنا سونٹا اٹھا کر حضرت کعبؓ کو مارا اور فرمایا میں نے رسول اللہؐ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے لیے اگر یہ (احد) پہاڑ سونے کا بن جائے تو مجھے یہ پسند نہ ہو گا کہ اس میں سے کچھ بھی اپنے لئے رکھوں۔ سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دونگا۔ ابوالحسن علی بن الحسین المسعودیؒ (م ۳۴۶ھ / ۹۵۷ء) نے یہ واقعہ لکھا ہے:

"فقال عثمان۔ ار ایتم من زکی ماله ھل فیه حق لغیره؟ فقال کعب لا یاامیرالمومنین فدفع ابوذرؓ فی صدر کعب، وقال له کذبت یاابن الیھودی، ثم تلا لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔

فقال عثمان۔ اترون باسا ان ناخذ مالا من بیت مال المسلمین۔ فننفقه فیما ینو بنا من اسورنا ونعطیکموہ؟ فقال کعب، لاباس بذلک فرفع ابوذرؓ العصا فدفع بھافی صدر کعب وقال یاابن الیھودی ما اجراک علی القول فی دیننا (۶۳)

"حضرت عثمانؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال کی زکوۃ دے دی ہو تو کیا اس کے مال میں کوئی اور حق باقی رہ جاتا ہے۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا، اے امیر المومنینؓ نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے حضرت کعبؓ کے سینے پر

ہاتھ مارااور کہااے یہودی کے بیٹے تم نے جھوٹ کہا۔ پھرآپ نے یہ آیت پڑھی "نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو"۔

حضرت عثمانؓ نے حاضرین مجلس کو خطاب کر کے یہ مسئلہ پوچھا کہ مسلمانوں کے امیر اور امام کے لیے کیا یہ جائز ہے کہ بطور قرض کے بیت المال سے رقم لے اور اس کو خرچ کرنے کے بعد حسب سہولت ادا کرے۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے اپنی لاٹھی کو اٹھا کر کعبؓ کے سینے پر مارااور کہا اے یہودی کے بیٹے تو نے ہمارے دین میں یہ کیا نئی بات داخل کر دی۔ ابن کثیر نے تفسیر میں لکھا ہے کہ احنفؓ بن قیس کہتے ہیں' میں ایک دن مدینہ آیا اور وہاں قریش کے امراء(The Upper Classes) کی جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت ابوذرؓ وہاں آئے اور فرمانے لگے۔

" بشر الكنازين برضف يحمى عليه في نار جهنم فيوضع على حلمته ثدى احد هم حتى يخرج من نغض كتفه ويوضع على نغض كتفه حتى يحزج من حلمته ثديه "(٦٤)

"کانزین (سونا چاندی جمع کرنے والوں) کو مژدہ سنا دو کہ جہنم کی آگ میں تپتی ہوئی تختیاں ان کے ایک پستان پر رکھی جائیں گی حتی کہ وہ سینہ کو توڑ کر مونڈے کی ہڈیوں سے نکل جائیں گی اسی طرح پھر مونڈے کی ہڈیوں پر دھری جائیں گی حتی کہ وہ دوسرے پستان کی طرف توڑ کر باہر نکل جائیں گی۔

ابن جریر طبریؒ نے "تاریخ الامم والملوک" میں لکھا ہے۔

ودخل على عثمان فقال يااباذرمالاهل الشام يشكون ذربک فاخبره انه لاينبغى ان يقال مال اللهولا ينبغى للا غنياء ان يقتنوامالافقال ياابا ذرعلى ان اقضى ما على وآخذماعلى الرعيته ولااجبرهم على الزهدوان ادعوهم الى الاجتهادوالا قتصاد۔(٦٥)

"اور حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا اے ابوذرؓ اہل شام تمہاری شکایت کیوں کرتے ہیں ؟اس پر انہوں نے جواب دیا (مسلمانوں کے مال کو) اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے۔ نیز دولت مندوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ مال و دولت جمع کریں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابوذرؓ میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض ادا

کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں۔ میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا البتہ محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔"

مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب "حضرت ابوذر غفاریؓ" میں بلاذری کی کتاب "انساب الاشراف ۵/ ۶۵ اور ابن کثیر کی کتاب "الکامل" ۳/ ۱۴۱ کے حوالہ سے ایک مسئلہ پر حضرت معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ کا اختلاف نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔

"جب دمشق میں امیر معاویہؓ نے اپنی مشہور سبز کوٹھی "الخضراء" کی تعمیر شروع کی تو حضرت ابوذرؓ حاضر ہوئے اور امیر معاویہؓ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے تم جو یہ محل تیار کر رہے ہو تو ظاہر ہے کہ یہ خیانت ہے اور اگر اپنے ذاتی مال سے ہو رہا ہے ہو تو پھر یہ اسراف اور فضول خرچی ہے کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس خاموشی کے سوا اس کوئی جواب نہ تھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ بعض موقعوں پر امیر معاویہؓ کی زبان سے بیت المال کے خزانے کے متعلق یہ تعبیر نکل گئی کہ یہ خدا کا مال ہے۔ حضرت ابوذرؓ کو خبر ہوئی' تشریف لائے' امیر معاویہؓ سے پوچھا کہ کیوں بھئی' تم مسلمانوں کے مال کو خدا کا مال کیوں کہتے ہو؟ امیر معاویہؓ نے فرمایا' ابوذرؓ خدا تم پر رحم کرے 'بھائی! کیا ہم لوگ اللہ کے اور اس کے بندے نہیں ہیں۔ اور مال جس کے پاس بھی جو کچھ ہے وہ اللہ کا مال نہیں ہے تو کس کا ہے' مگر حضرت ابوذرؓ نے یہ سننے کے بعد بھی اصرار کے ساتھ فرمایا ایسا نہ کہا کرو (بلکہ مسلمانوں کا مال ہی) اس کو کہو کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ اچھا آئندہ میں اسکو مال المسلمین ہی کہا کروں گا۔ (۶۶)

اہم نکات

واقعہ سے متعلق مندرجہ بالا اقتباسات سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

(۱) حضرت معاویہؓ کی رائے یہ تھی کہ آیت والذین یکنزون الذھب والفضۃ اہل کتاب کے بارے میں ہے جبکہ حضرت ابوذرؓ کا موقف یہ تھا کہ اس میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔

(۲) حضرت کعبؓ اور حضرت معاویہؓ کی رائے یہ تھی کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال پاک ہو جاتا ہے اور مزید مال خرچ کرنا ضروری نہیں لیکن ابوذرؓ فرماتے تھے کہ محض زکوٰۃ کی ادائیگی سے مسلمان کا فریضہ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسے مزید مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ کے

نزدیک زکوۃ کی ادائیگی کے بعد بھی انفاق فی سبیل اللہ فرض ہے۔

(۳) حضرت ابوذرؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین بیت المال (Public Treasury) کے مصارف (Expenditures) کے ضمن میں بھی اختلاف تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت ابوذرؓ

مستند روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی ذاتی زندگی سے کوئی اختلاف نہ تھا اور آپ امیر المومنینؓ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ سے اختلاف کی زیادہ تر بنیاد شام کے امراء (The Upper Classes) تھے۔

ابن سعدؒ نے "طبقات" میں لکھا ہے کہ اہل کوفہ کی ایک جماعت حضرت ابوذرؓ کے پاس آئی تاکہ آپ کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا جا سکے۔

فقالوا۔ یااباذرفعل بک ھذاالرجل وفعل فھل انت ناصب لنارایته؟ فلنکمل برجال ماشئت فقال یا اھل الاسلام لا تعرضوا علی ذاکم ولا تذلوا السلطان فانه من اذل السلطان فلاتوبةله' واللہ لوان عثمان صلبنی علی اطول خشبته او اطول جبل لسمعت واطعت وصبرت واحتسبت ورئیت ان ذلک خیرلی' ولوسیرنی مابین الافق الی الافق' اوقال مابین المشرق والمغرب لسمعت و اطعت و صبر ت واحتسبت ورئیت ان ذلک خیرلی (٦٧)

"اور کہنے لگے اے ابوذرؓ آپ کے ساتھ انہوں نے یعنی (حضرت عثمان غنیؓ) نے یہ کیا اور یہ کیا۔ کیا آپ ہمارے لیے ایک جھنڈا نصب کردیں گے' ہم اتنے آدمی پورے کردیں گے جتنے آپ چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا اے اہل اسلام تم لوگ مجھ پر یہ امر پیش نہ کرو اور نہ سلطان کو ذلیل کرو کیونکہ جس نے سلطان کو ذلیل کیا اس کے لیے توبہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم اگر عثمانؓ! مجھے بڑی سے بڑی لکڑی یا بڑے سے بڑے پہاڑ پر سولی پر چڑھا دیتے تو میں سنتا' مانتا' صبر کرتا' سمجھتا اور مجھے نظر آتا کہ یہی میرے لیے بہتر ہے' اور اگر وہ مجھے ایک افق سے دوسرے افق (کنارہ آسمان) تک چلاتے یا مشرق و مغرب کے درمیان چلاتے تو میں سنتا اور فرمانبرداری کرتا اور سمجھتا اور رائے قائم کرتا یہی میرے لیے بہتر ہے"۔

کیا حضرت ابوذرؓ کی ذاتی زندگی سے استدلال درست ہے؟

شاید بعض ائمہ اور مورخین نے حضرت ابوذرؓ کی ذاتی و خانگی زندگی (House Hold Life) کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے بارے میں یہ رائے قائم کرلی کہ آپ ایک دن و رات کی ضرورت سے زائد مال جمع کرنا مسلمان کے لیے ناجائز سمجھتے تھے اور آپ اس کی تبلیغ کرتے تھے۔

یہ بات درست ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی ذاتی زندگی و خانگی زندگی کامل فقر و درویشی کا عملی نمونہ تھی۔ آپ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ گھر میں دنیا کا کوئی مال و اسباب جمع ہو جائے۔ شبانہ روز ضرورت سے زائد جتنا مال ہوتا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کردیتے اور اس پر تمام زندگی پیرا رہے۔

لیکن اس سے یہ رائے قائم نہیں جاسکتی کہ آپ تمام مسلمانوں کے لیے بھی اسی طرز زندگی کو ضروری قرار دیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ فنافی الرسول کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ راقم کی ناقص رائے یہ ہے (اور اس رائے میں غلطی کا امکان بھی بہت ہے) کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذاتی و خانگی زندگی میں اختیاری فقر کا رنگ غالب تھا لیکن آپ ﷺ نے امت کے لیے اس کو فرض قرار نہیں دیا۔ آپ اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیتے تھے۔ لیکن دیگر صحابہؓ کے لیے ایسا حکم نہیں تھا سوائے چند صحابہ کرامؓ کے مثلاً ابو بکر صدیقؓ، ابوذرؓ وغیرہ جن کے بارے میں آپ کو یقین تھا کہ اگر ان کے پاس دینوی مال و دولت نہ بھی ہو تو ان کا ایمان متزلزل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ابوذر غفاریؓ بھی اپنے حبیب ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ضرورت سے زائد مال کو اپنے پاس رکھنا گناہ سمجھتے تھے لیکن مسلمانوں کو اسی بات کی تبلیغ کی جو قرآن اور نبی ﷺ کا امت لیے عمومی حکم ہے۔

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ آنے والے کل کے لیے کوئی ذخیرہ جمع نہیں کرتے تھے۔؟ (۶۸)

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ بہت سا مال آیا۔ آپ نے تمام مال ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا۔ لیکن شام کو چھ دینار بچ رہے۔ آپ کو ساری رات نیند نہ آئی اور صبح ہوتے ہی ان کو بھی خیرات کردیا۔ اور فرمایا اگر یہ چھ دینار میرے پاس ہوتے اور مجھے دنیا چھوڑنے کا پیغام آجاتا تو میرا کیا حال ہوتا؟ (۶۹)

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کی تمام چھتوں تک ہاتھ پہنچتا تھا (یعنی وہ زیادہ بلند نہ ہوتی تھیں)۔ (۷۰)

کیا صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہ الفاظ نہیں ملتے؟

"آل محمد ﷺ نے پے در پے دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے۔(۷۱)

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ ازواج مطہرات کے گھروں میں کئی کئی دن چولہا نہیں جلتا تھا یعنی کھانے کے لیے کوئی چیز گھر میں نہیں ہوتی تھی اور کھجوریں کھا کر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔؟(۷۲)

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ ایک عورت ام المومنین حضرت عائشہؓ کے گھر مانگنے کے لیے آتی ہے اور اس دفعہ گھر میں ایک کھجور کے سوا کھانے کی کوئی اور چیز نہ تھی۔؟(۷۳)

کیا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا تو گھر میں نہ درہم و دینار چھوڑے، نہ بکریاں، اونٹ وغیرہ اور نہ کسی مال کے بارے میں وصیت کی۔؟(۷۴)

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی صلی ﷺ نے امت کو بھی یہ حکم دیا کہ آنے والے کل کے لیے کوئی ذخیرہ جمع نہ کرو۔؟

کیا امت کو حکم دیا کہ اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کردو۔؟

کیا امت کو یہ حکم دیا کہ موت سے پہلے تمام مال خیرات کردو۔؟

ظاہر ہے کہ آپ نے امت کو ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ اسی طرح حضرت ابوذر غفاریؓ اپنی ذاتی و خانگی زندگی میں نبی صلی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور اسی پر آپ کو فخر تھا۔ لیکن اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ آپ امت محمدیہ ﷺ کو بھی یہی طرز زندگی اختیار کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ آپؓ اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مطابق ڈھال چکے تھے اور اس سے ذرہ بھر انحراف نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابو اسماء الرحبیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ابوذر کو ملنے کے لیے ربذہ گیا وہاں ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھی۔ بیوی نے فرمائش کی تو آپ گھر سے نکل کر باہر آئے۔ اور لوگوں کو کہا۔

الاتنظرون ما تامرني به هذه السويداء ؟تامرني ان آتي العراق فاذا اتيت العراق مالوا علي بدنيا هم‘الاوان خليلي عهد الي ان دون جسرجهنم طريقاذادحض ومزلته ‘واناان نأتي عليه وفي احمالنااقتداراحرى ان ننجومن ان ناتي عليه و نحن مواقير(۷۵)

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجھے یہ کالی کلوٹی کیا مشورہ دیتی ہے؟

مجھ سے کہتی ہے کہ عراق جاؤ اور جب میں جاؤں گا تو مسلمان میری طرف روپے پیسے لے کر

جھکیں گے لیکن ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست نبی ﷺ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ پل صراط کے قریب ایک راستہ ہے جس پر پاؤں پھسل جاتے ہیں اس پر میں ہلکا پھلکا چلوں۔ یہی ہمارے لیے بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ روپے اور پیسوں کے بوجھ میں لدا ہوا گرانبار ہو کر اسے عبور کروں"

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند میں یہ روایت نقل کی ہے

عن زید بن وهب عن ابی ذر قال کنت امشی مع النبی ﷺ فی حرة المدینة عشاء ونحن ننظرالی احد فقال یااباذرقلت لبیک یارسول الله ﷺ قال مااحب ان احداذاک عندی ذهباامسی ثالثةوعندی منه دینارالادینارا ارصده لدین الاان اقول به فی عباد الله هکذا(۷٦)

حضرت زید بن وہب ابو ذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن عشاء کے وقت مدینہ کے صحرا میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ اور ہم احد (پہاڑ) کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر اس احد (پہاڑ) کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو تو میں اس کو بالکل پسند نہیں کروں گا کہ میرے پاس تیسرے دن تک اس میں سے کچھ رہ جائے سوائے اس کے جو قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ دوں۔ میں سب کو ادھر ادھر اللہ کے بندوں پر تقسیم کر دوں۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ کا اصل معاشی فکر کیا ہے؟

آپؓ کے معاشی فکر کو تین نکات کے صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ کو شام اور عراق کے ان حکام (Authorities) اور امراء (The Upper Classes) کا طرز زندگی (Way of Life) پسند نہ تھا۔ جو بیت المال (Public Treasury) سے بغیر کسی استحقاق (By Right) کے بڑی بڑی رقوم حاصل کرتے اور انہیں ذاتی مصرف (Personal Use) میں لاتے۔ آپ کی رائے یہ تھی کہ اس طرز عمل سے معاشرہ کے محروم طبقات کی حق تلفی ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو محروم طبقات کے حقوق (Rights) غصب کرتے ہیں عذاب جہنم ان کا مقدر ہے۔

شام کے امراء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اطلاع

حضرت ابو ذرؓ کے معاشی فکر (Economic Thinking) کے جس پہلے نکتہ کی طرف

اشارہ کیا گیا ہے اس کی تائید اس وقت ہی ممکن ہے جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس دور میں شام اور عراق کے امراء قرآن و سنت کے بتلائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کے غلام بن چکے تھے۔ راقم کی رائے میں اللہ کی کتاب قرآن کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ سب سے بڑی دلیل ہیں۔ محدث ابن سعدؒ نے طبقات میں چند روایات نقل کی ہیں۔ یہاں دو نقل کی جاتی ہیں۔

”عن ابی ذرقال = قال النبی ﷺ یا اباذر کیف انت اذاکانت علیک امراء یستاثرون بالفیی ؟قال قلت =اذاوالذی بعثک بالحق اضرب بسیفی حتی الحق به‘فقال افلاادلک علی ماھوخیرمن ذلک؟اصبرحتی تلقانی ‘(۷۷)

”حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا“ اے ابوذرؓ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو خود لے لیں گے۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس وقت میں اپنی تلوار سے اتنا ماروں گا کہ آپ سے مل جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے (وہ یہ کہ) صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا“

”عن محمدابن سیرین ان رسول اللہ ﷺقال لابی ذر=اذابلغ النبا سنعافاخرج منھاونحابیدہ نحوالشام ‘ولااری امراء ک یدعونک‘قال =یا رسول اللہ ﷺافلاأقاتل من یحول بینی و بین امرک ؟قال =لا‘قال فما تامرنی؟ قال= اسمع واطع ولولعبد حبشی “(۷۸)

”محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا کہ جب خبر (کوہ) سلع پہنچے تو اس سے نکل جانا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف ارشاد فرمایا۔ میں تمہارے امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ تمہیں بلائیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہو تو کیا میں اس سے قتال نہ کروں؟ فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ (اس کی بات) سنو اور مانو اگرچہ حبشی غلام ہی ہو“

سعد کو کوفہ کی امارت سے معزول کرنے کا سبب

ایک عظیم محدث، مفسر اور مورخ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایة و النھایته میں ۲۶ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

” وفیھاعز ل سعداعن الکوفة ہ وولاھاالولید بن عقبته ‘وکان سبب

عزل سعدانه اقترض من ابن مسعودسالامن بيت المال-فلماتقاضاه به ابن مسعودولم يتيسرقضائوه تقاولا'وجرت بينهماخصومته شديد ة'فغضب عليهماعثمان فعزل سعداواستعمل الوليدبن عقبته(۷۹)

"اور اس سال حضرت عثمان غنیؓ نے سعد کو کوفہ کی امارت سے معزول کیا اور ولید بن عقبہؓ کو امیر مقرر کیا اور سعد کی معزولی کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے بیت المال سے مال قرض لیا تھا اور جب ابن مسعودؓ نے ان سے مال کا تقاضا کیا تو وہ باہم گفتگو سے اسے ادا نہ کر سکے اور ان دونوں کے درمیان شدید جھگڑا ہو گیا اور حضرت عثمانؓ دونوں سے ناراض ہوئے اور سعد کو معزول کر دیا اور ولید بن عقبہ کو امیر مقرر کیا۔

ابو الحسن علی بن الحسین، المسعودیؒ (م ۳۴۶ھ / ۹۵۷ء) نے اپنی کتاب "مروج الذھب و معادن الجوھر" میں لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ کے بعد سعید بن عاص کو کوفے کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس کے خلاف بھی مدینہ میں شکایات پہنچنے لگیں۔اس کے خلاف شکایات یہ تھیں کہ اس نے ارضی قطعات (Lands) کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے جو قریش کو دی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ وہ محصولات (Tasxes) میں بھی خیانت کا مرتکب ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے اس کو معزول کر کے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا (۸۰)

عظیم محدث ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت ابو ذرؓ کے فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے بڑی خوبصورت بات کہی ہے۔آپ لکھتے ہیں

" والصحيح ان انكار ابى ذرؓ كان على السلاطين الذين يا خذون المال لا نفسهم ولا ينفقونه في وجهه "(۸۱)

اور صحیح بات یہ ہے ابو ذرؓ ان سلاطین کے خلاف وعظ کہتے تھے جو رعایا سے مال وصول کر کے محض اپنے عیش و آرام پر خرچ کرتے اور جن لوگوں کے حقوق تھے ان کو اس سے محروم رکھتے"۔

امام نوویؒ نے اگرچہ ابن حجر کی اس توجیہہ کو پسند نہیں کیا اور اس کی تردید کی ہے۔

وتعقبه النووى بالا بطال لان السلاطين حينئذ كانوامثل ابى بكر و عمر و عثمان وهولاء لم يخونوا (۸۲)

امام نوویؒ نے اس رائے کی تردید کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ان کا کہنا ہے کہ اس زمانہ

کے سلاطین تو ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ جیسے تھے اور یہ لوگ اموال میں خیانت کرنے والے نہ تھے"

لیکن ابن حجر کی رائے کے مقابلہ میں امام نووی کی رائے میں اس لیے وزن نہیں کہ ابوذرؓ نے ان خلفاء میں سے کسی پر بھی اعتراض نہیں کیا۔ ان کے نزدیک حضرت عثمان غنیؓ کی امانت و دیانت بھی کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر تھی، اعتراض تو صرف شام اور عراق کے ان امراء پر تھا جو عیش و عشرت کے دلدادہ تھے۔ غریبوں کے حقوق غصب کرتے تھے۔ اور غالباً ابن حجر نے بھی سلاطین سے دراصل یہی لوگ مراد لیے ہیں۔

اس دور کے امراء کی عیش و عشرت کی ایک مثال :

مورخ المسعودی نے کوفہ کے امیر ولید بن عقبہ کی معزولی کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :

وکان السبب فی صرف الولیدبن عقبه وولایته سعید علی ماروی ان الولیدبن عقبه کان یشرب مع ندمائه ومغنیه من اول اللیل الی الصباح، فلماآذنه المؤذنون بالصلاةخرج متفضلافی غلا ئله، فتقدم الی المحرا ب فی صلاة الصبح (۸۳)

"ولید بن عقبہ کی معزولی اور سعید بن عاص کی امارت کا سبب جیسا کہ روایت کیا گیا ہے، یہ تھا کہ ولید بن عقبہ اپنے ہم صحبت لوگوں کے ساتھ شراب پیتا اور اس کے نشے میں مدہوش رہتا اور رات ہوتے ہی اس کی مجلس میں ارباب نشاط آجاتے جن سے وہ صبح تک گانا سنتا رہتا تھا۔ جب مؤذن صبح کی اذان دیتے تو وہ اس مجلس عیش و نشاط سے جھومتا بلکہ لڑکھڑاتا ہوا اٹھتا اور مسجد میں داخل ہو کر محراب مسجد میں نماز فجر کی امامت کے لیے کھڑا ہو جاتا"

زکوۃ کی ادائیگی کے بعد بھی انفاق فی سبیل اللہ فرض ہے

حضرت ابوذرؓ فرماتے تھے کہ زکوۃ ادا کرنے کے بعد بھی اہل ثروت پر مال خرچ کرنے کی ذمہ داری باقی رہتی ہے۔ آپ کو ان لوگوں سے اختلاف تھا جو یہ کہتے تھے کہ زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال کے ضمن میں مسلمان پر کوئی فریضہ عائد نہیں ہوتا۔ اور مزید انفاق فرض نہیں۔ وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہ تھے کہ آیت والذین یکنزون الذهب۔۔۔ الخ میں یہود و نصاریٰ کا وصف بیان کیا گیا ہے اور اس میں ایمان والوں کے لیے حکم نہیں۔ اکثر ائمہ اسلام نے ابوذرؓ کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں :

" ان الآ یته عامته فی حق الکفار والمئومنین خلافا لمن زعم انها خاصته بالکفار "(۸۴)

" بے شک یہ آیت مومنوں اور کافروں کے حق میں عام ہے' بہ خلاف اس کے جو سمجھتا ہے کہ یہ کافروں کے ساتھ خاص ہے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں :

انها نزلت عامة فی اهل الکتاب والمسلمین (۸۵)

حضرت ابوذرؓ کا موقف یہ تھا کہ زکوۃ کی ادائیگی کے بعد بھی اگر کسی مسلمان کے پاس سونا چاندی اور دیگر مال وافر تعداد میں ہے تو اس میں سے مزید مال حسب استطاعت خرچ کرنا چاہیے۔ ان کا استدلال قرآن کی اس آیت سے تھا۔

ویسلونک ماذاینفقون ہ قل العفو ط (۸٦)

یعنی جتنا آسانی سے خرچ کر سکتے ہو' اتنا خرچ کرو۔

اگر ایک شخص کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے بعد بھی لاکھوں' کروڑوں روپے جمع ہیں۔ اور وہ مزید مال خرچ نہیں کرتا۔ تو ابوذرؓ کے فکر کے مطابق یہ رقم بھی "کنز" میں شامل ہو گی۔ وہ اس خطیر رقم سے اپنی ذاتی ضروریات پوری کرے' اولاد کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرے' اولاد کے مستقبل کے لیے بھی جائز رقم محفوظ کرے لیکن اس میں سے غریبوں کو بھی تو ان کا مزید حق دے ۔ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب " صفته الصفوة " میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ سید انؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر کو یہ فرماتے ہوئے سنا

"فی المال ثلاثة شرکاء=القدر لا یستامرک ان یذهب بخیرهااو شرهامن هلاک اوموت-والوارث ینتظران تضع راسک ثم یستا قهاوانت ذمیم وانت الثالث'ان اللّٰہعزوجل یقول=لن تنالواالبرحتی تنفقوامما تحبون"وان هذا الجمل مماکنت احب من مالیی فاحببت ان اقدمه لنفسی -(۸۷)

"مال میں تین قسم کے شریک ہیں۔ تقدیر جو ہلاکت یا موت کے ذریعے اس بات کی مہلت نہیں دیتی کہ مال کو نیکی یا بدی کے کام پر خرچ کرے۔ دوسرا شریک وارث ہے جو اس انتظار میں ہے کہ کب تجھے موت آئے اور وہ مال حاصل کرے اور اس حالت میں تو قابل مذمت ہے اور تیسرا شریک تو خود ہے۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں" جب تک اپنی محبوب چیزوں کو

خرچ نہ کرو گے (کامل) نیکی (کے مرتبہ) کو نہ پہنچ سکو گے۔ اور میرا یہ اونٹ جو مجھے اپنے تمام مال سے زیادہ پسند ہے اس کو میں اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اگلی زندگی کے لیے بھیجتا ہوں۔

ابو ذرؓ کا اصل معاشی فکر وہ ہے جسے ابن کثیر نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

یا معشرالاغنیاء واسوا الفقراء (۸۸)

"اے امراء کی جماعت غریبوں کی غمخواری کرو"

صدائے بوذر و سلماں یہی تھی دنیا میں
مسرتوں کو غریبوں کے نام کرنا ہے

حضرت سفیان ثوریؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو ذرؓ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور لوگوں کو کہنے لگے۔

"یاایہاالناس اناجندب الغفاری ھلمواالی الاخ الناصح الشفیق‘فاکتنفه الناس فقال =ارایتم لوان احدکم ارادسفراالیس یتخذمن الزادمایصلحه ویبلغه ؟قالوا =بلی۔قال =فان سفر طریق القیامته ابعدماتریدون‘فخذواما یصلحکم۔ قالوا= ومایصلحنا قال = تصدق بمالک تنجومن عسیرھا" (۸۹)

"اے لوگو میں جندب الغفاری ہوں‘ اپنے خیر خواہ اور مشفق بھائی کی طرف توجہ کرو۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا" تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے کہ اگر تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے تو کیا منزل مقصود پر پہنچے کے لیے اسے زادراہ کی ضرورت نہ ہوگی ؟ لوگ کہنے لگے کیوں نہیں۔ حضرت ابو ذرؓ فرمانے لگے‘ بے شک جو سفر تم اختیار کرنا چاہتے ہو اس سے بھی بڑا سفر وہ ہے جو قیامت کے راستے پر ہے۔ پس اس کے لیے تیاری کر لو۔ لوگ کہنے لگے اس کی تیاری کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا اپنے مال سے صدقہ خیرات دو۔ اس سے قیامت کی سختیوں سے تجارت ملے گی۔

حضرت ابو ذرؓ کا نظریہ تھا کہ اگر قوم کے امراء اپنا فریضہ ادا نہ کریں اور غریبوں کو ان کا حق نہ دیں تو سربراہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ امراء کو اس بات پر مجبور کرے کہ اپنے مسلمان بھائیوں‘ ہمسائیوں اور رشتہ داروں کی بنیادی ضروریات (Basic Requirements) پوری کرنے کا اہتمام کرے۔ ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو ذرؓ ربذہ میں رہتے تھے تو کبھی کبھی حضرت عثمان غنیؓ کو ملنے مدینہ تشریف لاتے تھے۔ ایک موقع پر آپؓ

نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا :۔

لاترضوامن الاغنیاء حتی یبذلوالمعروف ویحسنوا الی الجیران والا خوان ویصلواالقربات(۹۰)

"آپ مالداروں سے صرف اس بات پر راضی نہ ہو جائیں (کہ انہوں نے زکوۃ ادا کر دی ہے) بلکہ اس بات پر بھی نظر رکھیں کہ وہ نیکی کے کوئی کام کریں اور اپنے پڑوسیوں' اور دینی بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کریں۔

ابو ذرؓ کے معاشی فکر کا منبع قرآن و سنت ہے

آپ نے مال و دولت کی تقسیم کا جو نظریہ پیش کیا ہے۔وہ قرآن حکیم اور نبی علیہ السلام کے ارشادات سے اخذ کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں زکوۃ کی ادائیگی کے حکم کے علاوہ درجنوں آیات ہیں جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے قرآن حکیم کی متعدد آیات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نظریہ قائم کیا کہ اسلام نے دولت مندوں کے مال میں ایک مقررہ حق رکھ دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے

"وفی اموالهم حق للسائل والمحروم "(۹۱)

"اور ان کے مال میں حق رہتا تھا سوالی اور غیر سوالی (سب) کا"

ایک اور جگہ اہل جنت کی ایک صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم" (۹۲)

"اور جو اپنے مال میں حق رکھتے ہیں جانا ہوا سوالی اور بے سوالی (سب) کا"

ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ناداروں' حاجت مندوں اور بے کسوں پر خرچ کریں۔

یایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم "(۹۳)

اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تم کو دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرو"

ایک اور جگہ فرمایا کہ جب اپنے والدین اور دوسرے عزیز و اقارب پر اپنا مال خرچ کرو تو یتیموں' مسکینوں اور حاجت مندوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔ان پر بھی اپنے مال کا کچھ حصہ خرچ کرو۔

"یسئلونک ماذاینفقون قل ماانفقتم من خیرفللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل"(۹٤)

"آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تمہیں مال سے خرچ کرنا ہے' سووہ حق ہے والدین کا اور عزیزوں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا"

مال زکوۃ کے مصارف میں سب سے پہلا حصہ غریبوں اور حاجت مندوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

"انما الصدقت للفقرآء والمسٰکین والعملین علیها و المولفة قلوبهم و فی الرقاب والغرمین وفی سبیل الله وابن السبیل -فریضة من ا لله-والله علیم حکیم "(۹۵)

صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں' اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق ہیں جو ان پر مقرر ہیں نیز ان کا جن کی دلجوئی منظور ہے اور (صدقات کو صرف کیا جائے) گردنوں کے (چھڑانے) میں اور قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں' اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں' یہ (سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے' اور اللہ بڑا اعلم والا ہے۔ بڑا حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کی پیداوار میں بھی غریبوں کا حصہ مقرر کیا ہے۔ اور اس کے لیے حق کا لفظ استعمال کیا ہے۔

وهو الذی انشأ جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکله والزیتون والرمان متشابها وغیر متشابه ط کلوا من ثمره اذا اثمر واتوا حقه یوم حصاده "(۹۶)

اور وہی (اللہ) تو ہے جس نے باغ پیدا کیے چڑھائے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ ان کے کھانے کی چیزیں مختلف ہوتی ہیں اور زیتون اور انار باہم مشابہ (بھی) اور غیر مشابہ (بھی) اس کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس کا حق (شرعی) اس کے کاٹنے کے دن ادا کر دیا کرو۔

اسلامی معاشرہ میں ارتکاز دولت کو ختم کرنے کے لیے اور مال و دولت کی گردش کے لیے مال فئے (کفار کا وہ مال جو بغیر جنگ لڑے مسلمانوں کے ہاتھ لگے) میں بھی غریبوں' مسکینوں کا حصہ رکھا گیا ہے۔

ماافاء اللهعلی رسوله من اهل القری فلله وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لایکون دولة بین الاغنیاء منکم "(۹۷)

"جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں والوں سے بطور فئے دلوا دے سو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا اور (رسول کے) عزیزوں کا، اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فئے) تمہارے تونگروں ہی کے قبضہ میں نہ آجائے۔

"سفید پوش حاجت مندوں کے لیے قرآن نے خاص طور پر حکم دیا ہے کہ مالدار لوگ ان پر بھی مال خرچ کیا کریں کیونکہ وہ کسی سے مانگنا پسند نہیں کرتے۔

للفقرآء الذین احصروافی سبیل اللّٰہ لایستطیعون ضربافی الارض یحسبھم الجاھل اغنیآء من التعفف تعرفھم بسیمھم لایسئلون الناس الحافا۔وماتنفقوا من خیر فان اللّٰہ بہ علیم "(۹۸)

اور ان ضرورت مندوں پر بھی خرچ کرو جو اللہ کی راہ میں مشغول بیٹھے ہیں اور ملک میں چل پھر کر اپنی معاش کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ناواقف آدمی انہیں خوشحال سمجھتا ہے کیونکہ وہ کسی سے مانگتے نہیں۔ تم اندازے سے ان کو صاف پہچان سکتے ہو۔وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم جو کچھ خرچ کرو گے اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ان کے مال اضافہ ہوتا ہے۔

"مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنا بل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔واللّٰہ یضعف لمن یشآء "(۹۹)

"جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اگیں۔ ہر ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنا تباہی و بربادی کا سبب ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

وانفقوا فی سبیل اللّٰہ ولا تلقوا با ید یکم الی التھلکۃ "(۱۰۰)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

وہ شخص جو دوسروں پر خرچ کرتا ہے دراصل اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وماتنفقوامن خیر فلا نفسکم۔وما تنفقون الا ابتغآء وجہ اللّٰہ۔وما تنفقوامن خیر یوف الیکم و انتم لا تظلمون "(۱۰۱)

"اور تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو سو اپنے لیے (کرتے ہو) اور تم اللہ ہی کی

رضاجوئی کے لیے خرچ کرتے ہو۔اور تم مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تم پر پورا پورا لوٹا دیا جائے گا اور تم پر (ذرا بھی) زیادتی نہ کی جائے گی۔

مومن کے لیے اس سے بڑھ کر اور بشارت کیا ہو سکتی ہے کہ اسے روز حشر نجات کا سرٹیفکیٹ مل جائے جب ہر طرف کہرام برپا ہوگا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں پر امن و سلامتی کا سایہ ہوگا۔ارشاد ربانی کس قدر واضح ہے۔

"الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھارسراوعلانیة فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولایحزنون"(۱۰۲)

"جولوگ اپنامال رات اور دن (اور) پوشیدہ اور آشکارا خرچ کرتے رہتے ہیں سو ان لوگوں کیلئے ان کے پروردگار کے پاس اجر ہے نہ ان کے لیے کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

احادیث

حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ان فی المال لحقا سوی الزکوۃ (۱۰۳)

"بے شک مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے"

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔خرچ کر اور شمار نہ کر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ پر شمار کرے گا۔(یعنی تجھے بھی گن گن کر دے گا) اور روک کر نہ رکھ 'اللہ تجھ پر روک رکھے گا۔ جہاں تک ہو سکے خیرات کر۔(۱۰۴)

عن ابی ذر قال اتیت رسول اللہ ﷺ وھوفی ظل الکعبتہ فقال ھم الاخسرون ورب الکعبتہ ھم الاخسرون و رب الکعبتہ فاخذنی غم و جعلت اتنفس قال قلت ھذاشرحدث فی قال قلت من ھم فداک ابی و امی قال الاکثرون الا من قال فی عباداللہ ھکذا و ھکذا و قلیل ماھم"(۱۰۵)

"حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں' میں ایک دن رسول اللہ کے پاس حاضر ہوا۔آپ اس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں۔ابوذرؓ فرماتے ہیں مجھے غم لاحق ہوا اور میری سانس چڑھ گئی (کہ شاید یہ میرے لیے حکم ہے) آپ کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کون لوگ ؟۔آپ نے فرمایا جن کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے (اور وہ اللہ کے راستے میں خرچ

نہیں کرتے) مگر جس نے ادھر اور ادھر خرچ کیا، یعنی اپنے آگے اور دائیں بائیں (وہ خسارے میں نہیں) لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

" قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل یقول یوم القیامۃ یابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی' قال یارب کیف اطعمک وانت رب العالمین؟ قال اماعلمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ؟ اماعلمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذلک عندی ـ یا ابن آدم استقیتک فلم تسقنی ـ قال یارب کیف اسقیک وانت رب العالمین؟ قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ انا انک لو سقیتہ لوجدت ذالک عندی "(۱۰۶)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرزند آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جب کہ تو سب لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ اللہ کہے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اسے نہیں کھلایا، کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو اپنے کھلائے ہوئے کھانے کو میرے ہاں پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے نہیں پلایا، تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا جبکہ تو خود رب العالمین ہے۔ اللہ کہے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہیں دیا ۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو وہ پانی میرے ہاں پاتا۔"

وہ نادار اور محروم المعیشت لوگ جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا نہیں کرتے ان کے بارے میں دولتمندوں کو تاکید کی کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔

" قال النبی ﷺ لیس المسکین الذی یطوف علی الناس تردہ اللقمۃ واللقمتان والتمرۃ والتمرتان ولکن المسکین الذی لایجد غنی یغنیہ ولا یفطن لہ فیتصدق علیہ ولایقوم فیسائل الناس "(۱۰۷)

"نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے دروازے کا چکر لگاتا ہے اور لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجور لے کر لوٹتا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں رکھتا کہ اپنی ضروریات پوری کرے اور اس کی غربت کو لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ اسے صدقہ دیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلاتا ہے"

" عن ابی سعیدخدریؓ قال نحن فی سفراذجاء رجل علی راحله فجعل یصرف وجهه یمیناوشمالاافقال رسول اللہ ﷺ من کان معه فضل ظهر فلیعد به علی من لاظهر له ومن کان له فضل زاد فلیعد به علی من لا زاد له ' قال فذکر من اصناف المال حتی راینا انه لاحق لاحد منا فی الفضل "(۱۰۸)

" حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب ہم سفر میں تھے 'نبی صلی ﷺ کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی زائد سواری ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس شخص کے پاس زائد کھانا ہو تو اسے ان لوگوں کو دے دینا چاہیے جن کے پاس کھانا نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ حضور صلی ﷺ نے مال کی بہت سی قسمیں گنائیں یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ ہم میں سے کسی کا زائد از ضرورت مال میں کوئی حق نہیں ہے۔"

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں :

" ان اللہ تعالیٰ فرض علی الاغنیاء فی اموالهم بقدر مایکفی فقراء هم ' فان جاعوا اوعرواوجهدوا فبمنع الاغنیاء و حق علی اللہ تعالیٰ ان یحاسبهم یوم القیامة ویعذ بهم علیه "(۱۰۹)

" بے شک اللہ تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں ناداروں کے لیے ایک حصہ لازمی طور پر رکھا ہے لہذا غریبوں کو حق حاصل ہے کہ اپنی بھوک اور برہنگی کو دور کرنے کے لیے دولت مندوں سے بقدر ضرورت مال حاصل کر کے رہیں۔ ایسے سرمایہ دار جو دوسروں کی ضروریات کا خیال نہ رکھیں ' اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ ان سے قیامت کے روز باز پرس کرے اور انہیں عذاب دے "

حضرت ابوذر غفاریؓ جب شام کے شہر دمشق میں گئے تو وہاں آپ لوگوں کو یہ حدیث قدسی اکثر سنایا کرتے تھے۔

"عن ابی ذر اںغفاریؓ 'عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ تبارک و تعالیٰ انه قال یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی 'وجعلته بینکم محرما فلاتظالموا۔ یاعبادی 'انکم الذین تخطئون باللیل والنهار۔ وانااالذی اغفرالذنوب ولاابالی 'فاستغفرونی اغفرلکم۔ یاعبادی کلکم جائع الامن اطعمته 'فاستطعمونی

اطعمکم۔یاعبادی کلکم عارالامن کسوتہ'فاستکسونی اکسکم ۔''(۱۱۰)

عصر حاضر کا پاکستانی معاشرہ

عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ کا ایک اہم مسئلہ غیر منصفانہ تقسیم دولت کا ہے اور اس کا بڑا سبب نظام سرمایہ داری ہے جو انسان سے محبت کی بجائے زر سے محبت سکھاتا ہے۔

؎ گندم امیر شہر کی ہوتی رہی خراب
بیٹی غریب کی فاقوں سے مرگئی

سود'اکتناز اور احتکار کی بدولت ایک طبقہ نہایت امیر اور دوسرا نہایت غریب ہے۔درجات معیشت میں وہ فطری تفاوت جس کا سبب انسانی صلاحیتوں کا اختلاف ہے اور جس کی اسلام میں گنجائش ہے'اس کی جگہ مصنوعی اور ظلم واستحصال پر مبنی تفاوت پیدا ہو چکا ہے۔ ملکی آبادی کے دس فی صد امراء ہر طرح سے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ عام آدمی فقر وافلاس کا شکار ہے۔سہ ماہی منہاج کے مدیر حافظ محمد سعد اللہ نے اپنے ایک مضمون میں پاکستانی معاشرہ کی جو منظر کشی کی ہے اس کو کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔وہ لکھتے ہیں :

''ایک طبقہ عیش وعشرت'تعیّشات اور فضول'خرچیوں میں اسی طرح مصروف ہے کہ اسے اپنی زمینوں آمدنیوں اور دولت کا صحیح اندازہ ہی نہیں اور دوسرا طبقہ مناسب خوراک'لباس'اور ضروری تعلیم سے بھی محروم ہے۔ایک طبقہ کے شکاری کتوں کی خوراک کے لیے دیسی گھی'ان کی مالش کے لیے بادام روغن آرام کرنے کے لیے ریشمی رضائیاں اور علاج کے لیے سپیشلسٹ'ڈاکٹرز ہیں اور دوسری طرف غرباء'مساکین اور ان کے لخت جگر مناسب علاج نہ کرا سکنے'ماہر ڈاکٹر سے مشورہ نہ کر سکنے اور دوائی کے اخراجات پورے نہ کرنے کی وجہ سے بے کسی و مجبوری کی حالت میں جان دے دیتے ہیں۔امیر خاندانوں کے لیے ایک ایک ایکڑ سے زائد رقبہ پر پھیلی ہوئی محل نما شاندار کوٹھیاں ہیں جن میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر فرد کے لیے ہر قسم کی ضروریات زندگی سے بھرپور علیحدہ کمرے ہیں۔ان کے گھر رات کو بھی دن کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔دوسری طرف ایک کثیر تعداد ان غرباء کی ہے جو صرف تین مرلہ مکان میں اس طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔جون جولائی کی گرمی اور تپش میں جب سارا دن محنت مزدوری کر کے اور سرمایہ داروں کی فیکٹریوں اور جاگیرداروں کی زمینوں میں خون پسینہ دے کر شام کو واپس تھکے ماندے لوٹیں تو پینے کے لیے فریجوں کی برف اور خوش ذائقہ مشروبات تو کجا ٹھنڈا پانی بھی

مہیا نہیں ہوتا۔ مرغ پلاؤ گوشت بریانی تو بہت دور کی چیزیں ہیں انہیں روکھی سوکھی دال روٹی بھی صحیح مقدار اور مناسب معیار میں مہیا نہیں۔ ان کے نونہالوں کی قسمت میں علم کے حصول کی بجائے بڑوں کے حقے تازہ کرنا اور زندگی بھر جھڑکیں کھا کر اور گالیاں سن سن کر مفت میں خدمت کرنا ہے۔ ان کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے مناسب لباس نہیں۔ سردیوں سے بچنے کے لیے ان کے پاس صرف "لنڈا بازار" رہ گیا ہے۔" (۱۱۱)

ہے ادھر بھی آدمی ' ہے ادھر بھی آدمی
اس کے جوتے پر چمک 'اس کے چہرے پر نہیں

جب کسی معاشرہ کے امراء ملکی دولت پر موذی سانپ بن کر بیٹھ جائیں اور غرباء کا حصہ ان کی طرف منتقل نہ کریں 'غریب اپنے حق سے یوں محروم ہو جائے کہ وہ دو وقت کی روٹی بھی اپنے بچوں کو نہ کھلا سکے تو پھر مایوسیاں جنم لیتی ہیں۔ وہ زندگی جو انسان کو سب سے زیادہ پیاری ہے' وہی پھر ایک بھاری بوجھ بن جاتی ہے۔ محرومیوں کا شکار انسان جب اپنے ارد گرد ماحول میں بگڑے ہوئے 'لاپروا اور مست امراء کو دیکھتا ہے تو یہ رنگ بھری دنیا اسے جہنم سے کم اذیت نہیں پہنچاتی ایسی دکھ بھری زندگی پر وہ موت کو ترجیح دیتا ہے۔

خودکشی کی موت کوئی آسان موت نہیں۔ کس مسلمان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت مصطفوی میں اس کی سزا بہت سخت ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب کسی معاشرہ کے امراء نہ صرف بے حس ہو جائیں بلکہ غریب کی غربت کا تماشا دیکھا جائے تو پھر مجبور بے کس انسان کو راحت اسی میں ملتی ہے۔

جس معاشرہ میں ایک غریب و نادار محض غربت اور مالی پریشانیوں کی بناء پر خودکشی کی موت پر مجبور ہو جائے 'اس بستی کے امراء کے منہ پر اس سے بڑا طمانچہ اور نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں غربت کے ہاتھوں تنگ لوگوں کے خودکشی کے واقعات میں پچھلے چند سالوں سے جس قدر اضافہ ہو چکا ہے اس کا اندازہ روزانہ کے اخبارات کے مطالعہ سے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ یہاں ایسے تمام واقعات کو بیان کرنا ممکن نہیں صرف مثال کے طور پر چند ایک واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ اسلامی نظریہ کی بنیاد پر بننے والے اس ملک میں ایسے روح فرسا واقعات کا سلسلہ جانے کب ختم ہوگا۔

خاتون نے چار بچوں سمیت مالی پریشانیوں کے باعث خودکشی کرلی :

روزنامہ نوائے وقت لاہور 'اشاعت ۴ دسمبر ۱۹۹۸ء کے مطابق فیصل آباد میں ایک

عورت نے چار بچوں سمیت خود کشی کر لی۔ جبکہ دو معصوم بچے موت سے خوفزدہ ہو کر گھر میں چھپ گئے اور ان کی جان بچ گئی۔ خاوند چند سال سے ذہنی مریض تھا جسکی وجہ سے کمانے کے قابل نہ تھا۔ گھر میں اکثر فاقے رہتے۔ مستقبل سے مایوس ہو کر خود کو بچوں سمیت موت کے حوالے کر دیا۔ (۱۱۲)

امراء رشتہ داروں کے سر شرم سے جھک گئے :

روزنامہ نوائے وقت کے مطابق ماں اور چار بچوں کی نماز جنازہ کے موقع پر امراء رشتہ داروں کے سر شرم سے جھک گئے۔ (۱۱۳)

آٹھ بچوں کے باپ نے قرض خواہوں کے ڈر سے خود کشی کر لی :

روزنامہ جنگ لاہور' اشاعت ۷ اجولائی ۱۹۹۸ کے مطابق گکھڑ منڈی میں آٹھ بچوں کا باپ کاروبار میں خسارہ ہو جانے کی وجہ سے لاکھوں روپے کا مقروض ہو گیا' قرض خواہ آئے دن رقم کا مطالبہ کرتے 'لیکن غربت کی وجہ سے وہ قرض ادا نہ کر سکا۔ حالات سے مایوس ہو کر آخر کار خود کشی کر لی۔ (۱۱۴)

مالی پریشانیوں کے باعث کانسٹیبل نے مسجد میں خود کشی کر لی :

روزنامہ جنگ لاہور' اشاعت ۱۰ جنوری ۱۹۹۹ء کے مطابق لاہور میں ایک کانسٹیبل نے مالی پریشانیوں کے باعث خود کشی کر لی۔ تنخواہ بہت کم تھی جس سے خاندان کی مالی ضروریات پوری نہ ہوتی تھیں۔ اے جی آفس کی مسجد میں ڈیوٹی کے بعد واپس آیا اور تھانے کی مسجد میں سرکاری گن سے خود کشی کر لی۔ (۱۱۵)

عید سے چند دن پہلے ایک محنت کش کی خود کشی :

روزنامہ نوائے وقت لاہور' ۱۳ جنوری ۱۹۹۹ کی اشاعت کے مطابق باغبانپورہ لاہور میں ایک محنت کش نے باپ سے عید کے لیے نئے کپڑے سلانے کا مطالبہ کیا۔ باپ غربت کی وجہ سے بچوں کا مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ حالات سے مایوس ہو کر خود کو گولی مار لی۔ (۱۱۶)

کاش ہم باپ سے عید کے کپڑوں کا مطالبہ نہ کرتے :

اخبار کے مطابق معصوم بچوں نے باپ کی میت پر روتے ہوئے کہا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ باپ ہمیں کپڑے خرید کر نہیں دے سکتا تو ہم باپ سے کبھی نئے کپڑوں کا مطالبہ نہ کرتے۔(۱۱۷)

ایک اور بے روزگار نے خودکشی کر لی :

روزنامہ جنگ لاہور' اشاعت ۶ فروری ۱۹۹۹ کے مطابق مصطفیٰ آباد میں ایک نوجوان نے مالی پریشانیوں سے تنگ آکر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ وہ بے روزگار اور مقروض ہونے کے با عث پریشان تھا۔(۱۱۸)

غریب ماں نے کہا بیٹا سکول چھوڑ دو' بیٹے نے دنیا چھوڑ دی :

روزنامہ نوائے وقت لاہور' اشاعت ۸ مارچ ۱۹۹۹ کے مطابق بہاول نگر میں سکول کے ا یک طالب علم نے کھیتوں میں جاکر زرعی ادویات پی کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ وجہ یہ تھی کہ والدہ اکثر بیٹے کو یہ کہتی کہ سکول چھوڑ کر محنت مزدوری کرو تاکہ گھر کی غربت ختم ہو سکے۔ متوفی کا باپ چشتیاں میں کسی فیکٹری میں ملازم ہے۔ متوفی نے سوگوار چھ بہنیں' ایک بھائی اور بوڑھے والدین چھوڑے ہیں۔(۱۱۹)

چندے سے تدفین :

روزنامہ نوائے وقت کے مطابق متوفی بچے کے گھر میں غربت کا یہ عالم تھا کہ تجہیز و تکفین کے لیے اہل خانہ کے پاس رقم تک موجود نہ تھی۔ اہل علاقہ نے رقم اکٹھی کر کے تدفین کی۔(۱۲۰)

عید آگئی بچوں کو دینے کے لیے کچھ نہیں' باپ نے زہر پی لیا' ماں نے پھانسی لے لی

روزنامہ نوائے وقت ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ کی اشاعت کے مطابق گوجرانوالہ میں بچوں کے لیے عید پر قربانی کا جانور اور نئے کپڑے نہ خرید سکنے پر ایک شخص نے موت کو گلے لگالیا۔ تفصیلات کے مطابق کچا کھیالی دروازہ کے پچاس سالہ مرزا محمد اعظم بیگ کے بچوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ عید الاضحیٰ پر نئے کپڑے سلوا کر دے اور قربانی کے لیے جانور بھی خرید کر دے۔ محنت کش اعظم بیگ بچوں کی فرمائش پوری کرنے کے لیے رقم کا بندوبست نہ کر سکا۔ گزشتہ روز اس نے مایوسی کے عالم میں زہریلی گولیاں نگل لیں۔ اسے ہسپتال میں داخل کرایا گیا لیکن جانبر نہ ہو سکا۔ مستقبل کے حالات سے مایوس اور دلبرداشتہ ماں بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر' گلے میں پھندا

ڈال کر چھت سے لٹک گئی۔(۱۲۱)

حالات بدل نہیں سکتے تین نوجوان دنیا چھوڑ گئے :

روزنامہ جنگ لاہور' اشاعت ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء کے مطابق گوجر خان کے بے روزگار نوجوان نے جیب سے آخری روپیہ گر جانے پر ٹرین کے نیچے آکر جان دے دی۔اسی شہر کے دو اور نوجوانوں نے غربت اور مالی پریشانیوں کی وجہ سے خیبر میل کے نیچے آکر زندگی کا خاتمہ کر لیا۔اخبار کے مطابق ایک نوجوان کے گھر میں اس کے کفن کے لیے بھی رقم نہ تھی۔ محلّہ والوں نے مل کر تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا۔(۱۲۲)

غربت نے ایک اور چراغ گل کر دیا :

روزنامہ دن' ۲۶ مارچ ۱۹۹۹ء کی اشاعت کے مطابق حافظ آباد میں غربت کے ہاتھوں تنگ آکر خودسوزی کرنے والا چھ بہنوں کا اکلوتا بھائی زندگی کی بازی ہار گیا۔ تفصیلات کے مطابق گھروں میں سفیدی کرنے والے عبدالقیوم نے چند روز پہلے فاقہ کشی سے تنگ آکر اپنے اوپر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگالی تھی جس کے نتیجہ میں وہ بری طرح جھلس گیا اور گذشتہ روز ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ پڑوسیوں کے مطابق عبدالقیوم اور ان کے گھر والے نزدیکی رہائشیوں سے کھانا مانگ کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔(۱۲۳)

غربت' بے روزگاری مہنگائی اور فاقے :

گیارہ جنوری ۱۹۹۹ء کے تمام معروف اخبارات (نوائے وقت' جنگ' پاکستان' خبریں وغیرہ) کے مطابق" غربت' بے روزگاری' مہنگائی اور گھر والوں کے فاقوں سے تنگ آکر نوکری و مالی امداد کی آس میں کراچی سے آنے والے شخص جہاں زیب نے وزیراعظم ہاؤس کے باہر کھلی کچہری میں اپنے آپ پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگالی۔(۱۲۴)

ایک طرف سیم و زر کے بستر پر زندگی کروٹیں بدلتی ہے
ایک طرف مفلسی کے بستر پر آدمیت کی لاش جلتی ہے

بچے فاقوں کے حوالے کر کے جہاں زیب منوں مٹی تلے جا سویا :

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۹۹ء کے مطابق خودسوزی کرنے والا جہاں زیب پانچ

دن میو ہسپتال میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد زندگی کی بازی ہار گیا۔(۱۲۵)

کئی دن سے بھوکی دو بہنوں نے پھانسی لے لی :

مظفر گڑھ (نمائندہ جنگ) بھوک اور مفلسی سے تنگ آکر گلے میں دوپٹے ڈال کر دو بہنوں نے خودکشی کرلی۔ یہ افسوسناک واقعہ نواحی موضع سنکی میں پیش آیا۔ تفصیلات کے مطابق اس بستی کا ایک غریب کاشتکار امام بخش عرصے سے بے روزگار تھا۔ کئی روز کی بھوک سے تنگ آکر اس کی شادی شدہ بیٹی نسیم اور دوسری بیٹی شمیم نے اصرار کیا کہ اگر گھر میں آٹا نہیں ہے تو وہ انہیں کسی کھیت سے گاجریں ہی لادے تاکہ وہ بھوک مٹا سکیں امام بخش نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ وہ انہیں بازار سے ادھار آٹا لادیتا ہے باپ بازار گیا تو دونوں بہنوں نے غربت اور افلاس سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ دونوں نے اپنے گلے میں دوپٹے ڈالے اور چھت سے لٹک کر بھوک کو شکست دے دی۔ افسوسناک امر یہ تھا کہ بدقسمت باپ کے پاس بیٹیوں کے کفن دفن کے لیے بھی کچھ نہ تھا۔ بستی والوں نے ملکر اخراجات کئے۔(۱۲۶)

یہ خوشیاں ہمارے لیے نہیں۔۔۔۔ عید کے دن غریبوں کی خودکشی :

روزنامہ نوائے وقت یکم اپریل ۱۹۹۹ کی اشاعت کے مطابق عید الاضحیٰ کے دن، مختلف شہروں لاہور، ساہیوال، مرید کے اور قصور میں غربت اور مہنگائی کے ہاتھوں تنگ سات افراد نے خودکشی کرلی۔(۱۲۷)

گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ

روزنامہ جنگ لاہور کے اداریہ میں یہ الفاظ تحریر کیے گئے ہیں :

"جس تیزی کے ساتھ اس وقت ملک کا پس ماندہ طبقہ معاشی بدحالی اور تنگدستی کی وجہ سے مجبور ہو کر خودکشی کر رہا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ وہ دن دور نہیں جس دن گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں پاکستان کا شمار ان صف اول ممالک کی فہرست میں ہوگا جہاں پر خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہوگی۔(۱۲۸)

غربت کے ہاتھوں تنگ افراد جس کثرت سے خودکشی کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کا اندازہ روزنامہ نوائے وقت ۱۵ جنوری کا اداریہ پڑھنے سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔ اداریہ میں لکھا ہے :

"آج کل سارے اخبار ایسی دلگداز خبروں سے بھرے پڑے ہیں جن میں غربت کے

ہاتھوں تنگ آئے ہوئے لوگوں کی خودکشی اور خود سوزی کی خبریں درج ہوتی ہیں۔ یہ عزت دار لوگ کسی کے سامنے دست سوال بھی دراز نہیں کر سکتے۔ اس لیے اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں ۔ وطن عزیز میں لاکھوں لوگ ایسے ہیں جو امراء کے ظلم واستحصال کا شکار ہو کر پیسے پیسے کے محتاج ہو گئے ہیں۔ اوپر سے مہنگائی نے غریب عوام کی جان نکال دی ہے۔ بے روزگاری اس پر مستزاد ہے جن غریبوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اور اپنے اثاثے فروخت کر کے بچوں کو تعلیم دلائی تھی کہ کل کو یہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بنیں گے وہ بچے بے روزگاری کی وجہ سے بے کار بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبارات کے مراسلات کے کالموں میں ہر روز ایسے خطوط پڑھنے کو ملتے ہیں جن میں سفید پوش لوگوں کی طرف سے مالی امداد کی اپیلیں شائع ہوتی ہیں۔ اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس صورت حال کا جائزہ لے۔ اگر خودکشی اور خود سوزی کرنے والوں کی بعد میں بیت المال سے مدد کی جاسکتی ہے۔ تو کیا ایسا نظام نہیں کیا جاسکتا کہ انہیں زندگی میں ہی مالی امداد فراہم کر دی جائے تاکہ خودکشی اور خودی سوزی کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ اس قسم کی خبروں سے نہ صرف ملک بدنام ہوتا ہے بلکہ ہماری اسلامی رفاہی مملکت پاکستان کا امیج بھی دھندلا جاتا ہے۔ حکومت خاموش سروے کے ذریعے اس قسم کے لوگوں کا پتہ چلا سکتی ہے جو خودداری کی بناء پر مالی امداد کی درخواست دیتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایک ایسا سوشل سسٹم قائم کرے جس میں سفید پوش غریب طبقے کو اپنی عزت نفس مجروح کئے بغیر مالی امداد مہیا کی جاسکے۔ یہ ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے اور ان لوگوں کا حق بھی۔ (۱۲۹)

حضرت ابوذرؓ کی آواز :

منصفانہ تقسیم دولت (Distribution of Wealth) کے داعی حضرت ابوذر غفاریؓ کی آواز جو صدیوں پہلے شام کی فضاؤں میں گونجی تھی اور جس نے وہاں کے مالداروں (The Upper Classes) کو بے چین کر دیا تھا' آج بھی امت مسلمہ کے مظلوم و مجبور طبقات کے لیے راحت وآرام کا سامان اور امید کی ایک کرن ہے۔

آج کے حکمرانوں کے نام آپؓ کا پیغام:

ربذہ کے مکین کی یہ آواز آرہی ہے کہ اے وقت کے حکمرانو! حصول رزق کے لیے ساری قوم کو یکساں حق دو' ایسے ظالمانہ نظام کو ختم کر دو جس میں امیر' امیر تر ہوتا جائے اور غریب'

غریب تر۔ جس میں ایک طبقہ تو دولت (wealth) کے ڈھیر جمع کرتا جائے۔ اور دوسرا بنیادی ضروریات زندگی(Basic Requirements of Life) کو بھی ترس رہا ہو۔

ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوا ہے' دنیا کے سامان ورزق سے حصہ (Share) پانے کا یکساں طور پر حقدار ہے اور کسی فرد یا گروہ کو حق نہیں کہ اسے اس سے محروم کردے۔ چاہے وہ دولت مند کے گھر پیدا ہوا ہے یا غریب کے۔ اگر انسان ہے تو ماں کے پیٹ سے وہ یہ حق(Right) لے کر آیا ہے کہ زندہ رہے اور زندگی کی ضروریات(Requirements of Life) حاصل کرے۔

انسانوں کو دو طبقوں میں اس طرح تقسیم نہ کردو کہ ایک کی معاشی ترقی (Economic Development) دوسروں کی غربت و محتاجی کا سبب بن جائے۔ اور دوسرا پہلے کے معاشی اغراض کا آلہ کار بن کر رہ جائے۔

اے ارباب بست وکشاد! تمہارے پاس بیت المال (Public Treasury) قوم کی امانت ہے اس کا درست استعمال ہی غریبوں کے دکھوں کا مداوا کر سکتا ہے۔ اس کے غلط استعمال سے معاشرہ غربت وافلاس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس قوم کے حکمرانوں میں بدعنوانی(Corruption) کا زہر سرایت کر جائے وہ کبھی معاشی فلاح نہیں پا سکتی۔

قومی اداروں(National Institution) سے بھاری قرض لے کر معاف کرانے والو سرکاری خزانہ(Public Treasury) سے عیش و عشرت کرنے والو' دنیا میں احتساب (Ihtisab) سے بچ جانے والو آخرت کی عدالت میں تمہیں ایک ایک پیسہ کا حساب دینا پڑے گا۔

پاکستانی امراء کے نام آپؓ کا پیغام :

رملہؓ کے فرزند ابوذرؓ کی روح آج بھی یہ صدا دے رہی ہے کہ اے امراء کی جماعت' اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت سے نوازا ہے۔ اس میں دراصل تمہاری آزمائش ہے کہ تم اپنی دولت کا صحیح استعمال کرتے ہو یا نہیں؟ معاشرہ کے دیگر افراد کا اس میں جو قانونی حق (Legal Right) ہے وہ ادا کرتے ہو یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو خوشحالی عطاء کی ہے۔ اس میں دوسرے اپنے جیسے انسانوں کو بھی شریک کرو۔

اے ارباب دولت! دولت مندی کسی کی وراثت نہیں۔ غریب امیر بن سکتا ہے اور امیر تغیر احوال کے ساتھ نان جویں کا محتاج ہو سکتا ہے۔ اگر ہمیں راحت وآرام اور سکون قلب کی تلاش ہے تو یہ سونے چاندی اور دولت میں کبھی نہیں ملے گا۔ صرف غریبوں کی غم خواری اور ان

کے دکھوں کا مداوا کرنے سے ہی تم دنیا اور آخرت میں سکون حاصل کر سکو گے۔

یاد رکھو حقیقی عزت و تکریم رزق کی زیادتی میں نہیں بلکہ تقوی اور پرہیزگاری میں ہے اصل کامیابی اور متاع دنیا کی نہیں بلکہ آخرت کی ہے۔

اے دولت مندو! زندگی کا فلسفہ یہ تو نہیں کہ سونے چاندی اور مال وہ دولت کے ڈھیر جمع کرتے جاؤ۔ اللہ تعالی کی عطاء کردہ دولت کا استعمال بھی اسی کے حکم کے مطابق کرو۔ اللہ تعالی نے تمہیں مال و دولت اس لیے نہیں دیا کہ

عالی شان کوٹھیوں 'بڑے بڑے بینک بیلنس قیمتی پلاٹ اور گاڑیوں کی صورت میں "کنز" بنا کر رکھو۔

صرف ٹائلٹ' باتھ اور کچن روم کی تزئین و آرائش پر لاکھوں روپے ضائع کر دو۔

ہر سال یوم بسنت منا کر اربوں روپے ہوا میں اڑا دو (روزنامہ جنگ لاہور کے مطابق ۱۹۹۹ کے موسم بہار میں صرف لاہور شہر میں زندہ دلان لاہور نے ایک دن میں ۲ کروڑ کا بو کاٹا کیا) دیکھئے روزنامہ جنگ کی اشاعت۔

محض نمود و نمائش کی خاطر بیاہ شادی کی فضول اور غیر شرعی رسموں پر لاکھوں' کروڑوں روپے کے اخراجات (Expenses) کرو۔

اگر تمہیں فوز و فلاح کی تلاش ہے تو دولت کو بے مقصد کاموں میں ضائع کرنے کی بجائے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ جس طرح اللہ تعالی نے تمہیں بغیر حساب کے دیا ہے۔ اسی طرح اس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے حساب کتاب نہ کرو۔ اگر تم عیش و عشرت کی زندگی میں غرق ہو' دولت کے نشہ میں مست ہو اور تمہارے معاشرہ میں تم جیسے ہی انسان احساس محرومی کا بری طرح شکار ہوں اور اپنی دکھ بھری زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگیں تو پھر سورۃ توبہ کی ان آیات کو پڑھ لینا جن میں وعید' یہود و نصاری کے لیے نہیں بلکہ امت محمدیہ ﷺ کے باغی اور سرکش امراء کے لیے ہے

" والذین یکنز ون الذھب والفضۃ ولاینفقونھافی سبیل اللہفبشر ھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھافی نارجھنم فتکوی بھا ہ جباھھم وجنو بھم وظھورھم ۔ھذاما کنز تم لانفسکم فذوقواما کنتم تکنزون"(۱۳۰)

" اور جو لوگ کہ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی

راہ میں۔آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔اس روز اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو ان کی پشتوں کو داغا جائے گا(اور کہا جائے گا کہ) یہی ہے وہ جسے تم اپنے واسطے جمع کرتے رہے تھے۔سو اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا"

اگر مملکت خداداد پاکستان میں زکوۃ کا نظام اپنی حقیقی روح کے ساتھ نافذ ہو جائے اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے نظریہ کے مطابق امراء 'زکوۃ کے علاوہ بھی اپنی دولت کا ایک حصہ فرض انفاق کی صورت میں غریب طبقہ کی طرف منتقل کریں۔اور حکومت امراء سے ان کی مالی حیثیت کے مطابق 'محروم طبقات کے لیے جبری ٹیکس(Tax by force) کے طور پر وصولی کا انتظام کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ غریب کے چہرے پر روشن مستقبل کی چمک پیدا نہ ہو۔

اللھم صلی علی محمد وال محمد ﷺ

حواشی وحوالہ جات

۱۔ النووی 'ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف 'تھذیب الاسماء واللغات 'بیروت 'دارالکتب العلمیہ '۲/۲۲۹

۲۔ الذھبی ، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان 'تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام (تحقیق=الدکتور=عمر عبدالسلام تدمری) بیروت 'دارالکتاب العربی 'الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء 'عھد الخلفاء الراشدین حوادث ووفیات ۱۱ ۔۔۔۴۰ھ/ص ۴۰۶

۳۔ ابن کثیر 'عماد الدین ابو الفداء اسماعیل 'البدایۃ النھایۃ 'بیروت مکتبۃ المعارف 'الطبعۃ الاولیٰ '۱۹۶۶ '۷/۱۶۵

۴۔ النووی 'تھذیب الاسماء واللغات ۲/۲۳۰

۵۔ ابن حنبل 'احمد بن محمد 'المسند 'بیروت 'المکتب الاسلامی ' ۵/۱۶۶۱۔ ابن الجوزی 'ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی 'صفۃ الصفوۃ 'دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر ' ۱/۵۹۷ '۵۹۸

۶۔ (۱) ابن سعد 'ابو عبداللہ محمد 'الطبقات الکبریٰ 'بیروت 'دار صادر للطباعۃ والنشر '۱۳۷۷ھ ' ۴/۲۱۹۔۔۔۲۳۷

(۲) الیعقوبی 'احمد بن اسحاق (ابی یعقوب) بن جعفر 'تاریخ الیعقوبی 'بیروت دار صادر للطباعۃ والنشر '۱۳۷۹ھ ۲/۱۷۱۔۔۔۱۷۴

(۳) الطبری 'ابو جعفر محمد ابن جریر 'تاریخ الرسل والملوک '(تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم) القاھرۃ ' ملتزم الطبع والنشر 'دارالمعارف ' ۴/۲۸۳

(۴) ابن قتیبہ 'ابو محمد عبداللہ بن مسلم 'المعارف 'کراتشی 'قدیمی کتب خانہ '۲/۶۷

(۵) عیون الاخبار 'بیروت 'دار صادر للطباعۃ والنشر '۱/۱۵۴ '۲۱۱

(۶) الجاحظ 'ابو عثمان عمرو بن بحر 'البرصان والعرجان 'بیروت 'دارالکتب العلمیہ '/ ۶۵

(۷) البلاذری 'احمد بن یحیی بن جابر 'انساب الاشراف (تحقیق الدکتور عبدالعزیز الدوری)بیروت 'النشریات الاسلامیۃ '۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء '۱/۲۷۲

(۸) ابن ابی حاتم الرازی 'ابو محمد عبدالرحمٰن 'کتاب الجرح والتعدیل 'حیدرآباد الدکن الھند 'مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ 'الطبعۃ الاول ۱۳۷۳ھ '۲/۵۱۰

(۹) الاصفھانی 'احمد بن عبداللہ 'حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء 'القاھرہ مطبعۃ السعادۃ ' ۱۳۵۷ھ ' ۱/۱۵۶

(۱۰)الدولابی' محمد بن احمد' کتاب الکنی والاسماء' حیدر آباد الدکن الھند' دائرہ المعارف النظامیۃ'
۱۳۲۲ھ' ۱/ ۲۸

(۱۱)ابن عبد ربہ' ابو عمر احمد بن محمد' کتاب العقد الفرید (شرحہ وضبطہ وعنون موضوعاتہ' احمد امین' احمد الزین' ابراہیم الابیاری) بیروت' دار الاندلس للطباعۃ والنشر والتوزیع' الطبعۃ الاولی
۱۴۰۸ھ' ۱/ ۲۲۸' ۲/ ۲۶۷' ۴/ ۱۵۷

(۱۲)الزمخشری' جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر' ربیع الابرار' (تحقیق الدکتور عبد العزیز الدوری) بیروت' دار الکتب العلمیہ' ۷/ ۱۲۴

(۱۳)ابن حبان' ابو حاتم محمد' مشاہیر علماء الامصار' القاہرۃ' ۱۹۶۲ء' ۱/ ۱۱' ۱۲

(۱۴)ابن الاثیر' عز الدین ابو الحسن علی بن محمد' اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ طھران' المکتبۃ الاسلامیۃ' ۱/ ۳۰۱___۳۰۳

(۱۵)ابن الاثیر' عز الدین ابو الحسن علی بن محمد' الکامل فی التاریخ' بیروت دار الکتاب العربیہ' الطبعۃ الثانیۃ' ۱۳۸۷ھ ۳/ ۱۱۳___۱۱۶

(۱۶)الخزرجی' صفی الدین احمد بن عبد اللہ' خلاصۃ تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال' (تحقیق محمود عبد الوہاب) سانگلہ ہل' المکتبۃ الاثریۃ' ۱/ ۴۴۹

(۱۷)الذھبی' شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد' تذکرۃ الحفاظ' حیدر آباد الدکن الھند' مطبعۃ دائرہ المعارف النظامیہ' ۱/ ۱۷' ۱۹

(۱۸)ایضاً' العبر فی خبر من غبر (تحقیق' صلاح الدین المنجد الدکتور) الکویت التراث العربی' الطبعۃ الاولی ۱۹۶۰ء

(۱۹)الھیثمی' نور الدین علی بن ابی بکر' مجمع الزوائد ومنبع الفوائد' بیروت موسسۃ المعارف
۱۴۰۶ھ' ۹/ ۳۲۷

(۲۰)ابن ماکولا' ابو نصر علی بن ھبۃ اللہ' الاکمال فی رفع الارتیاب عن الموتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب (تصحیح وتعلیق' عبد الرحمٰن الیمانی الھند' حیدر آباد الدکن' الطبعۃ الاولی
۱۳۸۲ھ' ۳/ ۳۳۳

(۲۱)الیافعی' ابو محمد عبد اللہ بن اسعد' مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان' بیروت' موسسۃ الاعلمی للمطبوعات الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۰ھ' ۱/ ۸۸

(۲۲)ابن حجر العسقلانی' ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی' تھذیب التھذیب لاہور' نشر السنۃ
۱۲/ ۹۰' ۹۱

(۲۳) ایضاً تھذیب التھذیب' (صحہ ارشاد الحق الاثری) لاہور' دار النشر الکتب الاسلامیہ'
۴۲۰/۲

(۲۴) ایضا الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (مع الاستیعاب) مصر' المکتبۃ التجاریۃ الکبری
۱۳۸۵ھ' ۶۲/۴۔۔۶۴

(۲۵) علی المتقی' علاء الدین علی بن عبد الملک' کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال بیروت'
موسستہ الرسالتہ' الطبعتہ الخامستہ ۱۴۰۵ھ' ۳۱۱/۱۳

(۲۶) السیوطی' عبدالرحمٰن جلال الدین' حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ' مطبعتہ
الموسوعات ۱۳۲۷ھ' ۲۴۵/۱

(۲۷) ابن العماد الحنبلی' ابوالفلاح' عبدالحی' شذرات الذھب فی اخبار من ذھب' بیروت
' داراحیاء التراث العربی' ۲۴/۱

(۲۸) ابن تغری بردی' ابوالمحاسن جمال الدین یوسف' النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ'
مصر' وزارۃ الثقافتہ والارشاد' ۸۹/۱

۷۔ ابن الاثیر' الکامل فی التاریخ' ۱۱۴/۳' ۱۱۵

۸۔ النووی' تھذیب الاسماء واللغات' ۲۳۰/۲

۹۔ ابن کثیر' عماد الدین ابوالفداء' اسماعیل' تفسیر ابن کثیر' دار الفکر' ۳۵۳/۲

۱۰۔ ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ ۱۵۵/۷

۱۱۔ ابوحیان الاندلسی' محمد بن یوسف' تفسیر البحر المحیط' بیروت' دار الفکر للطباعتہ والنشر والتوزیع
' ۳۶/۵

۱۲۔ القرطبی' ابوعبداللہ محمد بن احمد' الجامع لاحکام القرآن' بیروت' دار احیاء التراث العربی
۱۹۶۵ء' ۱۲۵/۸

۱۳۔ ابن خلدون' عبدالرحمٰن بن محمد' تاریخ ابن خلدون' بیروت' موسستہ الاعلمی' للمطبوعات
' ۱۳۹/۲

۱۴۔ ابن حجر العسقلانی' ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی' فتح الباری بشرح صحیح البخاری' کتاب
الزکاۃ باب ما ادی زکاۃ فلیس بکنز بیروت' دار المعرفتہ' ۲۷۳/۳

۱۵۔ الشوکانی' محمد بن علی' فتح القدیر' بیروت' دار المعرفتہ' ۳۵۶/۲

۱۶۔ الآلوسی' ابوالفضل شہاب الدین السید محمود' روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی'
ملتان' مکتبہ امدادیہ ۸۷/۱۰

۱۷ مجلہ "الوقت" مصر' شمارہ اول' سال ۱۳۶۷ء/ ۲۷

۱۸۔ رشید رضا' محمد' تفسیر القرآن الحکیم الشہیر بتفسیر المنار' بیروت' دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر ۱۰/ ۴۰۳-۴۰۴

۱۹۔ مزدک' ایران کا باشندہ تھا۔ اس نے چھٹی صدی عیسوی میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کچھ عرصہ پہلے) ایران میں نوشیرواں عادل کے والد شاہ قباد کے عہد حکومت میں انفرادی ملکیت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس کا کہنا تھا کہ ہر قسم کی خونریزی اور عداوتیں عموما دولت یا عورت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں لہذا ان دونوں چیزوں کی انفرادی ملکیت و تصرف کو ختم کر دینا چاہیے۔ اس نے تمام اموال کو سب انسانوں کے لیے اور تمام عورتوں کو سب مردوں کے لیے حلال کر دیا تھا اس نے کہا کہ یہ دونوں چیزیں صرف اللہ کی ملک ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے میں سب انسان ایسے ہی برابر کے شریک ہیں جس طرح پانی آگ اور گھاس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہذا کسی چیز سے دوسروں کو روکنا جائز نہیں ہے۔ پس جو شخص جو چیز جہاں سے چرا کر یا چھین کر لے جائے اس کے لیے حلال ہے۔ (دیکھئے شہرستانی' محمد بن عبدالکریم' الملل والنحل/ ۱۴۶

۲۰۔ احمد امین' ابن الشیخ ابراہیم' فجر الاسلام' القاہرہ' مکتبہ النھضۃ المصریۃ/ ۱۱۰

۲۱۔ ایضاً' ۱۱۰' ۱۱۱

۲۲۔ اکبر شاہ خاں' نجیب آبادی' تاریخ اسلام' کراچی' نفیس اکیڈمی' طبع یازدہم' مارچ ۱۹۸۶ء/ ۳۴۵' ۳۴۶

۲۳۔ معین الدین احمد' ندوی شاہ' تاریخ اسلام' لاہور' ناشران قرآن' ۱/ ۲۲۱

۲۴۔ صدیق حسن خان' فتح البیان فی مقاصد القرآن' القاہرہ' مطبعۃ العاصمۃ' ۴/ ۱۲۲

۲۵۔ عبدالسلام ندوی' مولانا' اسوۂ صحابہ' ۲/ ۲۴۳

۲۶۔ عبدالعلی فاروقی' تاریخ کی مظلوم شخصیتیں' لکھنو' مکتبہ البدر ایڈیشن اول ۱۹۹۲ء/ ۲۵۶

۲۷۔ ایضاً/ ۲۵۹

۲۸۔ ایضاً/ ۲۶۱' ۲۶۲

۲۹۔ ایضاً/ ۲۶۲

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً/ ۲۶۳

۳۲۔ ایضاً/ ۲۶۴' ۲۶۵

۳۳۔ مجلّہ الوقت، مصر، شمارہ اول، سال ۱۳۶۷، ۲۹

۳۴۔ ابن سعد، طبقات ۴/ ۲۲۲، ۲۲۳

۳۵۔ التوبہ=۱۰۰

۳۶۔ ابن سعد، طبقات ۴/ ۲۲۵

۳۷۔ ابن حنبل بن محمد، المسند، بیروت المکتبہ الاسلامی، ۵/ ۱۴۴۔۱۸۱

۳۸۔ ابن سعد، طبقات ۴/ ۲۳۲

۳۹۔ النساء=۲۰

۴۰۔ البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، "الجامع الصحیح" (تحقیق، الدکتور مصطفیٰ دیب البغا) کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس، بیروت، دار ابن کثیر، ۳/ ۱۰۰۶ البیھقی، ابوبکر احمد بن الحسین، السنن الکبری مع الجوھر النقی کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل، بیروت، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ۷/ ۴۶۷

۴۱۔ ابن سعد، طبقات ۴/ ۲۳۲

۴۲۔ الاصفھانی، حلیۃ الاولیاء/

۴۳۔ ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (مع الاصابۃ فی تمییز الصحابہ) بیروت، داراحیاء التراث العربی، طبع ۱۳۲۸ھ ۴/ ۶۴

۴۴۔ ابو حیان الاندلسی، البحر المحیط ۵/ ۳۶

۴۵۔ ابن جوزی، صفۃ الصفوۃ، ۱/ ۱۵، ۲۶۷

۴۶۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی منع الزکاۃ مکتبہ التربیہ، ۱/ ۲۹۷، ۲۹۸

۴۷۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی (صحیح احادیثہ محمد ناصر الدین الالبانی) مکتبہ التربیۃ العربی لدول الخلیج، ۳/ ۲۲۹

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ابن سعد، طبقات، ۴/ ۲۲۸

۵۰۔ الحاکم النیسابوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر مناقب ابی ذر الغفاریؓ الریاض، مکتبہ المعارف ۳/ ۳۴۲

۵۱۔ الھیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب المناقب باب ماجاء فی ابی ذر الغفاریؓ بیروت، موسسۃ المعارف ۹/ ۳۳۲

۵۲۔ ابن سعد' طبقات ۴/ ۲۲۸

۵۳۔ ایضاً '۴/ ۲۲۹

۵۴۔ الکتانی' محمد بن جعفر 'الرسالتہ المستطرفتہ' کراچی' نور محمد کتب خانہ

۵۵۔ البخاری 'ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (تحقیق الدکتور مصطفیٰ دیب البغا) تفسیر سورۃ براءۃ' باب قولہ والذین یکنزون --- الخ 'بیروت' دار ابن کثیر' ۴/ ۱۷۱۱

۵۶۔ القرطبی' ابو عبداللہ محمد بن احمد' الجامع لاحکام القرآن' بیروت دار احیاء التراث العربی' طبع ۱۹۶۵' ۸/ ۱۲۴

۵۷۔ الرازی' فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر' التفسیر الکبیر' مطبعتہ البھیتہ المصریتہ' ۱۳۵۷ھ' ۱۶/ ۴۳

۵۸۔ الطبری' ابو جعفر محمد' ابن جریر' جامع البیان تاویل آی القرآن' مصر شرکتہ مکتبتہ و مطبعتہ مصطفیٰ البابی الحلبی' طبع ۱۳۷۳ھ' ۱۰/ ۱۲۲

۵۹۔ ابن حنبل' احمد بن محمد' المسند' بیروت' المکتبہ الاسلامی' ۱/ ۶۳

۶۰۔ ابن عبدالحکم' ابو قاسم عبدالرحمن بن عبداللہ' کتاب فتوح مصر واخبارھا' لیدن' طبع بریل ۱۹۲۰' ۲۸۶/

۶۱۔ الذھبی' تاریخ الاسلام/ ۴۱۱

۶۲۔ ایضاً

۶۳۔ المسعودی' ابو الحسن علی بن الحسین' مروج الذھب و معادن الجوھر (تحقیق' محمد محی الدین عبدالحمید) مصر' المکتبتہ التجاریتہ الکبری' الطبعتہ الثانیتہ ۱۳۶۷ھ' ۲/ ۳۳۹' ۳۴۰

۶۴۔ ابن کثیر' تفسیر' ۲/ ۳۵۳

۶۵۔ الطبری' ابو جعفر محمد ابن جریر' تاریخ الامم والموک' بیروت دار القلم' ۳/ ۶۶

۶۶۔ مناظر احسن گیلانی' حضرت ابو ذر غفاریؓ' کراچی' نفیس اکیڈمی' / ۱۸۰' ۱۸۱

۶۷۔ ابن سعد' الطبقات الکبری' ۴/ ۲۲۷

۶۸۔ عن انس قال کان النبی ﷺ لا یدخر شیاء لغد' الترمذی' ابو عیسیٰ' محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی ابواب الزھد عن رسول اللہ ﷺ' باب ماجاء فی معیشتہ النبی ﷺ واھلہ' کراچی قرآن محل' ۲/ ۱۷

۶۹۔ الغزالی' ابو حامد محمد بن محمد' احیاء علوم الدین' بیروت' دار المعرفتہ للطباعتہ والنشر

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ عن عائشۃ انھاقالت ماشبع ال محمد ﷺ من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ ﷺ'(مسلم بن حجاج قشیری'الصحیح'(مع شرح الکامل للنواوی)کتاب الزھد'فصل فی بیان ان معیشۃ النبی ﷺ کیف کانت دعائہ لا لہ بالقوت 'کراچی'نور محمد اصح المطابع '۲/ ۴۰۹ صحیح بخاری میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال ماشبع آل محمد ﷺ من طعام ثلثتہ ایام حتی قبض" (البخاری ' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل 'صحیح البخاری 'کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ "کلوا من طیبت ما رزقنکم "کراچی'نور محمد اصح المطابع'۲/ ۸۰۹

۷۲۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یبیت اللیالی المتتابعۃ طاویا واھلہ لا یجدون عشاء وکان اکثر خبز ھم خبز الشعیر "(الترمذی'ابو عیسیٰ'محمد بن عیسیٰ' جامع الترمذی'ابواب الزھد باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ واھلہ "۲/ ۷۱

۷۳۔ ان عائشہ زوج النبی ﷺ قالت جاء تنی امراۃ و معھا ابنتان لھا فسأ لتنی فلم تجد عندی شیاء غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتھا ۔۔۔۔(مسلم'بن حجاج قشیری' الصحیح(مع شرح الکامل للنواوی کتاب البر والصلۃ والادب'باب فضل الاحسان الی البنات' کراچی'ایچ'ایم'سعید ۲/ ۳۳۰

۷۴۔ عن عائشہ قالت ماترک رسول اللہ ﷺ دینار أولا درھماً ولا شاۃً ولا بعیرا وصی بشئی"
(الخطیب'ولی الدین محمد بن عبداللہ'مشکوۃ المصابیح'کتاب الفتن باب وفاۃ النبی ﷺ' کراچی'قدیمی کتب خانہ/ ۵۵۰

۷۵۔ ابن سعد'طبقات'۴/ ۲۳۶

۷۶۔ ابن حنبل'احمد بن محمد'المسند'بیروت'المکتب الاسلامی'۵/ ۱۵۲

۷۷۔ ابن سعد'طبقات'۴/ ۲۲۶

۷۸۔ ایضاً

۷۹۔ ابن کثیر'البدایہ والنھایۃ'۷/ ۱۵۱

۸۰۔ المسعودی'مروج الذھب ۲/ ۳۳۸

۸۱۔ ابن حجر العسقلانی'ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن علی' فتح الباری بشرح صحیح البخاری'بیروت'

دارالمعرفۃ' ۳/ ۲۷۵

۸۲۔ ایضاً
۸۳۔ المسعودی' مروج الذھب و معادن الجوھر بیروت' دارالاندلس ۲/ ۳۳۴' ۳۳۵
۸۴۔ ابن حجر' فتح الباری ۳/ ۲۶۸
۸۵۔ ابن الجوزی' ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی' زاد المسیر فی علم التفسیر' المکتب الاسلامی' الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۴ھ' ۳/ ۴۲۸
۸۶۔ البقرہ= ۲۱۶
۸۷۔ ابن الجوزی' صفۃ الصفوۃ' ۱/ ۵۹۱
۸۸۔ ابن اثیر' الکامل فی التاریخ' ۳/ ۱۱۴' طبری' ۳/ ۶۶
۸۹۔ ابن الجوزی' صفۃ الصفوۃ' ۱/ ۵۹۱' ۵۹۲
۹۰۔ ابن الاثیر' الکامل فی التاریخ' بیروت' دارالکتاب عربی' الطبعۃ الثانیۃ' ۷/ ۳۸
۹۱۔ الذریت۔ ۱۹
۹۲۔ المعارج =۲۴' ۲۵
۹۳۔ البقرۃ= ۲۵۴
۹۴۔ ایضاً: ۲۱۵
۹۵۔ التوبۃ= ۶۰
۹۶۔ الانعام= ۱۴۱
۹۷۔ الحشر= ۷
۹۸۔ البقرۃ= ۲۷۳
۹۹۔ ایضاً: ۲۶۱
۱۰۰۔ البقرۃ= ۱۹۵
۱۰۱۔ البقرۃ= ۲۷۲
۱۰۲۔ البقرۃ= ۲۷۴
۱۰۳۔ الترمذی' ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ' جامع الترمذی' ابواب الزکوۃ عن رسول اللہ ﷺ' باب ماجاء ان فی المال حقاسوی الزکوۃ' کراچی' قرآن محل ۱/ ۱۱۲

(ایک روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ ''سئل النبی ﷺ عن الزکوۃ فقال ان فی المال لحقاسوی الزکوۃ ثم تلا ھذہ الاتہ التی فی البقرۃ لیس البر ان تولوا وجو

ھکم " الا یتہ۔

۱۰۴۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں

وعن اسماء قالت قال رسول الله ﷺ انفقی ولا تحصی فیحصی الله علیک ولا توعی فیوعی الله علیک ارضخی ما استطعت

(الخطیب، ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب الزکوۃ، باب الانفاق، ۱۶۴)

۱۰۵۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، المسند، بیروت، المکتبہ الاسلامی ۵/ ۱۵۲

۱۰۶۔ مسلم، بن حجاج، الصحیح

۱۰۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل،

مسلم، بن حجاج، الصحیح

۱۰۸۔ مسلم، بن حجاج، الصحیح

۱۰۹۔ ابن حزم، ابو محمد علی احمد، المحلی، بیروت، منشورات دار الآفاق الجدیدۃ، ۴/ ۲۸۳

۱۱۰۔ مسلم بن حجاج، الصحیح فی البر والصلۃ، باب تحریم الظلم

۱۱۱۔ محمد سعد اللہ، حافظ "اغنیاء کے اموال میں فقراء کا حق" سہ ماہی منہاج، شمارہ جنوری واپریل ۱۹۹۲ء، لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ۴۰۱، ۴۰۲

۱۱۲۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۴ دسمبر ۱۹۹۸ء/ ۲

۱۱۳۔ ایضاً

۱۱۴۔ روزنامہ جنگ لاہور، ۷ جولائی ۱۹۹۸ء/ ۲

۱۱۵۔ ایضاً، ۱۰ جنوری ۱۹۹۹ء/ ۲

۱۱۶۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۳ جنوری ۱۹۹۹ء/ ۲

۱۱۷۔ ایضاً

۱۱۸۔ روزنامہ جنگ لاہور، ۶ فروری ۱۹۹۹ء/ ۴

۱۱۹۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، اشاعت ۸ مارچ ۱۹۹۹ء/ ۱۰، ۱۲

۱۲۰۔ ایضاً/ ۱۲

۱۲۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء ص ۸، بقیہ ۵

۱۲۲۔ روزنامہ جنگ لاہور، ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء ص ۲

۱۲۳۔ روزنامہ دن، ۲۶ مارچ ۱۹۹۹ء ص ۴

۱۲۴۔ روزنامہ نوائے وقت، ۱۱ جنوری ۱۹۹۹ء/ ۱، روزنامہ جنگ لاہور، ۱۱ جنوری ۱۹۹۹ء/ ۱، روزنامہ

پاکستان لاہور'۱۱جنوری۱۹۹۹ء/۱' روزنامہ خبریں لاہور'۱۱جنوری۱۹۹۹ء/۱

۱۲۵۔ روزنامہ نوائے وقت' لاہور'۱۶جنوری۱۹۹۹ء/۱

۱۲۶۔ روزنامہ جنگ'لاہور'۹فروری۱۹۹۹ء/۱۰

۱۲۷۔ روزنامہ نوائے وقت'لاہور'یکم اپریل۱۹۹۹ء

۱۲۸۔ روزنامہ جنگ لاہور'۷ ۲فروری۱۹۹۹ء

۱۲۹۔ روزنامہ نوائے وقت'۱۵جنوری۱۹۹۹ء(اداریہ)کالم/۵

۱۳۰۔ التوبہ'۳۴'۳۵